سُورَۃُ الاَنفَال

یہ سورہ مدنی ہے سورہ اعراف میں کفر و شرک اور برائی پر انجام بد اور ایمان اور نیکی پر انعامات کا جو درس چل رہا تھا یہاں اس کی عملی تعبیر اور دنیا میں بھی اس کے نتائج جو سامنے آئے ان کا تذکرہ ہے مثلاً کفار و مشرکین کا تکبر و عناد میدان بدر میں صحابہ کرامؓ کے ورع و تقویٰ سے ٹکرا کر جس طرح خاک میں ملا اور بظاہر یہ چند سو افراد کا جہاد اپنے نتیجہ و اثر کے اعتبار سے انسانی تاریخ کا ایک بہت بڑا موڑ ثابت ہوا اور زمانے کی رفتار بدل گئی حالات کا رُخ تبدیل ہو گیا پھر اسی پہلے جہاد میں وہ مال جو مجاہدین کو فتح کی صورت میں ہاتھ لگتا ہے یعنی مال غنیمت اس کا کیا کیا جائے کہ پہلی امتوں میں یہ مال حلال نہ تھے بلکہ میدان میں یکجا کر دیئے جاتے اور آسمان سے ایک آگ آ کر جلا دیتی تو یہی بات جہاد کی قبولیت کی دلیل بن جاتی اور بعض اوقات اگر وہ نہ جلایا جاتا تو اسے منحوس جان کر کوئی استعمال نہ کرتا اور جہاد میں بھی کہیں غلطی ہو جانے کی دلیل بنتا تھا مگر آپؐ کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ غنیمت آپؐ کے لیے حلال کر دی گئی انفال نفل کی جمع ہے جس کا معنی انعام ہے اسی لیے جو نماز یا صدقہ فرض نہ ہو اور اپنی خوشی سے کیا جائے اسے نفل کہا جاتا ہے کہ یہ زائد انعام اور اکرام ہے اس لیے مال غنیمت کو بھی انفال کہا گیا کہ اس کے حصول کے لیے جہاد نہیں کیا جاتا مقصد تو اعلائے کلمۃ اللہ ہوتا ہے ساتھ یہ مال بطور انعام عطا فرما دیا گیا غنیمت دو قسم ہے فیئے اور انفال فیئے وہ مال جو کفار سے بغیر مقابلہ ہاتھ آئے اور وہ بغیر لڑائی کے چھوڑ کر بھاگ جائیں یا اپنی خوشی سے دے دیں چونکہ یہ سب سے پہلا معرکہ تھا جس میں انہیں غنیمت کا مال نصیب ہوا اور حلال بھی کر دیا گیا تو یقیناً اب اس کی تقسیم کس طرح ہو گی اور کس کو کتنا ملے گا یہ ایک قدرتی سوال تھا ایک وجہ مفسرین نے یہ بھی لکھی ہے کہ بدر میں جب کفار بھاگ اٹھے تو صحابہؓ تین حصوں میں بٹ گئے ایک وہ لوگ جنہوں نے کفار کا تعاقب کیا دوسرے وہ جنہوں نے مال غنیمت جمع فرمایا اور تیسرے وہ لوگ جو آپ ﷺ کے گرد جمع ہو گئے کہ کہیں کوئی پوشیدہ دشمن حملہ نہ کر دے کہ عموماً جنگوں میں کچھ سپاہ پوشیدہ رکھی جاتی تھی جو خاص موقع پر استعمال ہوتی تھی تینوں کام اپنی اپنی جگہ اہم تھے اب یہ سوال پیدا ہوا کہ اس کی تقسیم کیسے ہو تو یہ بات آپ کی خدمت میں عرض کی تھی۔

رکوع نمبر ۱ آیات ۱ تا ۱۰ قَالَ الْمَلَاُ ۹/۱۵

SPOILS OF WAR

Revealed at Al-Madinah

In the name of Allah, the Beneficent, the Merciful.

1. They ask thee (O Muhammad) of the spoils of war. Say: The spoils of war belong to Allah and the messenger, so keep your duty to Allah, and adjust the matter of your difference, and obey Allah and His messenger, if ye are (true) believers.

2. They only are the (true) believers whose hearts feel fear when Allah is mentioned, and when the revelations of Allah are recited unto them they increase their faith, and who trust in their Lord;

3. Who establish worship and spend of that We have bestowed on them.

4. Those are they who are in truth believers. For them are grades (of honour) with their Lord, and pardon, and a bountiful provision.

5 Even as thy Lord caused thee (Muhammad) to go forth from thy home with the Truth, and lo! a party of the believers were averse (to it).

6. Disputing with thee of the Truth after it had been made manifest, as if they were being driven to death visible.

7. And when Allah promised you one of the two bands[1] (of the enemy) that it should be yours, and ye longed that other than the armed one might be yours. And Allah willed that He should cause the Truth to triumph by His words, and cut the root of the disbelievers;

8. That He might cause the Truth to triumph and bring vanity to naught, however much the guilty might oppose;

9. When ye sought help of your Lord and He answered you (saying): I will help you with a thousand of the angels, rank on rank.

10. Allah appointed it only as good tidings, and that your hearts thereby might be at rest.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ①

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۠ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ①

اے محمد مجاہد لوگ تم سے غنیمت کے مال کے بارے میں دریافت کرتے ہیں (کہ کیا حکم ہے) کہدو کہ غنیمت خدا اور اسکے رسول کا مال ہے تو خدا سے ڈرو اور آپس میں صلح رکھو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو خدا اور اس کے رسول کے حکم پر چلو ①

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ②

مومن تو وہ ہیں کہ جب خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو انکے دل ڈر جاتے ہیں اور جب انہیں اسکی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے۔ اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہیں ②

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ③

(اور) وہ جو نماز پڑھتے اور جو (مال) ہم نے انکو دیا ہے اسمیں سے (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں ③

اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ④

یہی سچے مومن ہیں اور ان کے لئے پروردگار کے ہاں (بڑے بڑے) درجے اور بخشش اور عزت کی روزی ہے ④

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ⑤

(ان لوگوں کو اپنے گھروں سے لیطرح نکلنا چاہیے تھا جسطرح تمہارے پروردگار نے تمکو مدینہ سے) اپنے گھر سے نکالا اور (اگرچہ) مومنوں کی ایک جماعت خوش نہ تھی ⑤

يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَمَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ⑥

وہ لوگ حق بات میں اسکے ظاہر ہوتے ہی تم سے جھگڑنے لگے گویا موت کی طرف دھکیلے جاتے ہیں اور اسے دیکھ رہے ہیں ⑥

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّاۗىِٕفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ⑦

اور اس وقت کو یاد کرو جب خدا تم سے وعدہ کرتا تھا کہ (ابوسفیان اور ابوجہل کے) دو گروہوں میں سے ایک گروہ تمہارا مسخر ہو جائیگا اور تم چاہتے تھے کہ جو قافلہ بے شان و شوکت (یعنی بے ہتھیار) ہو وہ تمہارے ہاتھ آجائے اور خدا چاہتا تھا کہ اپنے فرمان سے حق کو قائم رکھے اور کافروں کی جڑ کاٹ کر پھینک دے ⑦

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ⑧

تاکہ سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کر دے۔ گو مشرک ناخوش ہی ہوں ⑧

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّىْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ مُرْدِفِيْنَ ⑨

جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری دعا قبول کر لی (اور فرمایا کہ) میں تمہاری مدد ایک ہزار فرشتوں سے جو ایک دوسرے کے پیچھے آتے جائیں گے کرونگا ⑨

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ

Victory cometh only by the help of Allah. Lo! Allah is Mighty, Wise.

بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۙ اس سے اطمینان حاصل کریں۔ اور مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔
اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ بے شک خدا غالب حکمت والا ہے ۝

اسرار و معارف

آپ سے مال غنیمت کے بارے جاننا چاہتے ہیں تو فرما دیجئے کہ یہ مال اللہ کریم کا ہے اور اللہ کریم کی طرف سے اس کے رسول کا ہے یعنی اس کے متعلق کسی کی رائے یا مشورہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا چونکہ یہ خالص اللہ کریم کا مال ہے پہلی امتوں کو لینے کی اجازت ہی نہ تھی اور اب اجازت ملی تو رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ نافذ ہوگا چنانچہ چار معروف طریقے زمانۂ اقدس سے اس بارہ میں جاری ہوئے۔ ایک یہ کہ اعلان کر دیا جاتا کہ جو مخالف کو قتل کرے گا وہ اس کا مال بھی لے گا ایسا مال غنیمت میں جمع ہی نہ ہوتا تھا دوسرے کسی جماعت کو مہم پر روانہ کر کے اجازت دی جاتی کہ اس مہم سے جو مال حاصل ہو وہ انہی افراد کا ہوگا تو اس میں سے بیت المال کو پانچواں حصہ ملے گا باقی انہیں افراد کا ہوگا۔ سارے لشکر پہ تقسیم نہ ہوگا۔ یہ کہ پانچواں حصہ جو بیت المال کا ہوتا ہے اس میں سے کسی کو خاص کارکردگی پر انعام دیا جاتا اور چوتھے یہ کہ جو لوگ مجاہدین کی خدمت پر مامور ہوتے ان کے لیے سارے مال سے حصہ الگ کر لیا جاتا ورنہ تو عام قانون ارشاد فرما دیا کیا کہ پانچواں حصہ بیت المال کا اور باقی مال مجاہدین میں تقسیم کیا جاتا یاد رہے یہ فیصلہ بدر میں ہو گیا تھا لہٰذا اُحد میں مال زیادہ لوٹنے کے لیے مجاہدین نے جگہ نہ چھوڑی تھی اور ایسا سوچنا قطعاً درست نہیں اس کے بارے لکھا جا چکا ہے بہر حال فرمایا غنائم میں تو آپؐ باذنِ الٰہی فیصلہ فرمائیں گے ہی تم لوگ حصول تقویٰ میں اپنی توجہ رکھو اور زیادہ سے زیادہ کیفیاتِ قلبی حاصل کرو جو حقیقی دولت ہے یہ مال و زر تو اس کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور آپس میں بہترین تعلقات رکھو جو ہمیشہ تقویٰ کا ثمر ہوتا ہے ورنہ دنیا کا مال تو آپس میں لڑانے کا سبب بنتا ہے لہٰذا یہ مومنین کا مقصد نہیں نہ اس کو حاصل کرنے کے لیے جہاد کیا بلکہ یہ زاید اور انعام ہے اور اصل دولت اللہ کی اطاعت ہے جو اطاعت رسولؐ سے عبارت ہے کہ واحد دلیل ذات رسولؐ ہے جو اللہ کریم کی پسند و ناپسند پہ قائم کی جا سکتی ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی اطاعت پورے خلوص اور دل کی گہرائی سے کرو کہ یہی اطاعتِ

حقیقی دولت

الٰہی ہے اسی سے تقویٰ یعنی قلبی کیفیات نصیب ہوں گی کہ تقویٰ اور اطاعت دونوں ایک دوسرے کا سبب بھی ہیں اور پھل بھی اور یہی ایمان کا تقاضا بھی ہے اگر اطاعت رسول نصیب نہیں تو پھر ایمان کی کیفیت کیا درجہ رکھتی ہے اور کس حال میں ہے کہ ایمان کا تقاضا تو اطاعت ہے فرمایا مومن تو وہ ہوتا ہے

مومن کی تعریف

کہ جب اس کے سامنے اللہ کریم کا نام آئے تو اس کا دل جلالت الٰہی سے لرز اٹھے وجلت سے مراد وہ خوف نہیں جو کسی کے نقصان پہنچانے کے اندیشے سے ہوتا ہے بلکہ یہاں وہ رعب مراد ہے جو کسی عظیم ہستی کی عظمتِ شان کے باعث دل پہ وارد ہوتا ہے یعنی جیسے اللہ کریم کی یاد آتی ہے یا اس کا نام سننا نصیب ہوتا ہے تو اس کی عظمت کا استحضار نصیب ہو جاتا ہے جو قلبی کیفیات میں ایک اعلیٰ کیفیت ہے اور جب ان کے سامنے کتاب اللہ کی تلاوت کی جاتی ہے تو ان کے ایمان میں زیادتی ہوتی ہے اگرچہ تلاوت کرتے رہنے

ایمان میں ترقی اور تلاوت

سے شرح صدر نصیب ہوتا ہے اور اعمال صالح کی توفیق اور آخرت پہ یقین نصیب ہوتا ہے لیکن اگر معانی اور مفہوم بھی آتا ہو تو یہ نعمت جلدی اور احسن صورت میں نصیب ہوتی ہے اور نافرمانی سے طبعاً نفرت پیدا ہو جاتی ہے

توکل

اور تیسرے یہ کہ وہ اسباب کو چھوڑ نہیں دیتے بلکہ پوری کوشش کرنے کے بعد بھروسہ نہ اسباب پہ کرتے ہیں نہ اپنی کوشش ومحنت پہ بلکہ بھروسہ اللہ پہ کرتے ہیں توکل سے ہاتھ پاؤں توڑ بیٹھ رہنا مراد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ طلب معاش ہو یا کوئی اہم کام ملکی اور سیاسی سطح کا پوری محنت سے اسباب ذرائع اختیار کئے جائیں مگر بھروسہ اللہ ہو ورنہ اسباب پر بھروسہ تو ناجائز اور حرام ہیں مبتلا کر دیتا ہے چوری اور رشوت وغیرہ کا سبب یہی ہے کہ لوگ صرف مال پہ بھروسہ کرتے ہیں۔ اور چوتھی صفت اقامت صلوٰۃ کہ وہ لوگ نماز کو قائم کرتے ہیں یعنی خود بھی اس کے آداب کا پورا پورا لحاظ رکھ کر ادا کرتے ہیں اور دوسروں کو نماز کی تلقین بھی بہت زیادہ سے کرتے ہیں اور پانچویں ادا یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے جو رزق نصیب ہوتا ہے اسے پھر اسی کے حکم کے مطابق خرچ کرتے ہیں اس سے مراد مال و دولت بھی ہے اور علم و حال بھی طاقت و قوت بھی ہے اور وقار و وقت بھی کہ یہ سب نعمتیں اللہ کی طرف سے نصیب ہوتی ہیں اور مومن کی شان یہ ہے کہ کم از کم

اس کی عطا کردہ نعمتوں کو اس کی نافرمانی پہ خرچ نہ کرے ان اوصاف کے حاملین ہی حقیقی مومن ہیں کتاب اللہ کے پہلے مخاطب بھی صحابہ کرامؓ ہیں اور مثالی مومن بھی لہٰذا بعد والوں کے لیے قیامت تک یہ اوصاف ایک آئینہ ہیں کہ اپنے ایمان کی حیثیت کا تعین کرتے رہیں محض کلمہ ادا کر کے مومن کہلانا تو مشکل نہیں جبکہ اعمال خود اس دعویٰ کو رد کر رہے ہوں بلکہ ایمان کی ایک حقیقت بھی ہے جو ان آیات میں ارشاد ہوئی ہے جیسا کہ حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ مومن ہیں تو فرمایا اگر تمہاری مراد اللہ تعالیٰ فرشتوں کتابوں اس کے رسولوں اور آخرت پر یقین رکھنے سے ہے تو یقیناً میں مومن ہوں اور اگر مراد سورۃ انفال کی آیات سے ہے تو اللہ ہی بہتر جاننے والے ہیں قیامت کو فیصلہ کا پتہ چل سکے گا چنانچہ ان اوصاف کے بعد ارشاد ہوا کہ ان لوگوں کے لیے جو ان اوصاف کے حامل ہوں اللہ کے پاس اعلیٰ درجات ہیں اور بخشش ہے اور بہترین رزق ہے

درجاتِ علیا کیفیاتِ قلبی کا ثمر ہوتے ہیں

بحر محیط میں ہے کہ اوصاف بھی تین طرح کے ہیں اول قلبی۔ ایمان، خوف خدا اور توکل وغیرہ دوسرے بدنی نماز روزہ حج وغیرہ اور تیسرے مالی جیسے اللہ کی راہ میں خرچ اور انعام بھی تین طرح کے بیان ہوئے ہیں اوصاف قلبی کے مقابل درجات عالی بدنی اعمال کے مقابلہ میں مغفرت اور خرچ کے مقابل رزقِ کریم کہ انہوں نے جو خرچ کیا ہے اس بہت بہتر نصیب ہوگا۔ پھر اطاعتِ الٰہی میں جب فنا حاصل ہو جائے یعنی ذاتی رائے ختم ہو کر صرف تعمیل ارشاد باقی رہ جائے تو ثمرات کس طرح مرتب ہوتے ہیں اس کا ظہور غزوہ بدر میں ہو چکا اسی پہ آخرت کے انعامات کو قیاس کیا جا سکتا ہے

تعمیل ارشاد اور ثمرات

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ یعنی جس طرح رب کریم نے آپ کو گھر سے نکالا اور یہی حق تھا یعنی جو حکم اللہ کریم کی طرف سے آگیا وہ حق ہے اور اس کی تعمیل ضروری ورنہ بظاہر یہ ایک خودکشی تھی کہ مکہ والوں سے مقابلہ کے لیے نکلا جائے کہ نہ افرادی قوت ہو نہ اسلحہ نہ راشن اور رمضان المبارک کا مہینہ بھی تو اصل میں جب آپؐ کو اطلاع ہوئی کہ اہل مکہ کا تجارتی قافلہ شام سے لوٹنے والا ہے اور یہ قافلہ دراصل اجتماعی سرمایہ کاری کی کوشش تھی جس میں سب نے مل کر سرمایہ لگایا تھا اور یہی منافع ان کا اصل سرمایہ تھا جس سے مسلمانوں کا اور اسلام کا مقابلہ کر رہے تھے اس کے ساتھ بھی ان کے ستر مسلح سوار تھے

جن میں چالیس قریش کے سرداروں میں سے تھے اور یہ کروڑوں روپے کا تجارتی سفر مسلمانوں کے خلاف طاقت جمع کرنے کے لیے سرمایہ حاصل کرنے کی کوشش تھی جسے ناکام کرنے کے لیے اور قریش کی کمر توڑنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو گھر سے نکالا یا مقابلہ کا حکم دیا۔

چنانچہ آپ نے روانگی کا اعلان فرمایا تو کچھ لوگوں کے پاس سواریاں نہ تھیں یا دوسرے موانع درپیش تھے لہٰذا تین سو تیرہ حضرات کے پاس ستر اونٹ اور دو گھوڑے چھ زرہیں اور تقریباً آٹھ تلواریں یہ فوج کی کل کائنات تھی مگر جب اللہ کا حکم تھا تو نکل کھڑے ہوئے جب بدر کے قریب پہنچے تو قافلے کی خبر گیری کے لیے مخبر بھیجے گئے پتہ چلا صورتِ حال بدل چکی۔ قافلے والے بھی فکرمند تھے چنانچہ انہیں مسلمانوں کے آنے کی اطلاع ہوگئی اور وہ ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ نکل گئے نیز انہوں نے مکہ مکرمہ اطلاع کر دی کہ ہمیں خطرہ ہے تو مکہ سے چُنے ہوئے جنگجو شہسواروں کا ایک ہزار کا لشکر ان کی مدد کو لپکا جو برابر آگے بڑھتا رہا اسی لیے جب مشورہ ہوا تو بعض حضرات نے عرض کیا کہ قافلہ بھی جا چکا اور اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ ہمارے بس میں نہیں لہٰذا یہ جنگ اب ضروری نہیں اس سے بچنا ضروری ہے یعنی انہوں نے جنگ کو ناپسند کیا لَکِ هُوْنُ سے یہی مراد ہے اور وہ اپنی اس رائے پر مصر تھے یعنی آپ سے اپنی رائے کے حق میں فیصلہ لینے کے لیے دلائل دے رہے تھے اس لیے کہ انہیں کھلی آنکھوں موت نظر آ رہی تھی جو صرف ان کی ذات کی موت نہ تھی بلکہ اس مشن کی موت تھی جسے لے کر آپ کھڑے ہوئے تھے خود ذاتِ عالیؐ کو خطرہ تھا اور اس کی تصدیق بھی حضور اکرم ﷺ نے فرما دی کہ جب عریش بدر میں دعا کی تو فرمایا اللہ میں ساسے کا سارا اسلام تیرے راستے میں لے آیا ہوں اگر یہ لوگ یہاں کھیت رہے تو کبھی کوئی تیرا نام لیوا نہ ہوگا نیز حضرت عائشہ الصدیقہؓ کے دوپٹہ کا جھنڈا بنایا کہ یہ حرمتِ نبویؐ ہے اللہ کریم اسے کفار کے پاؤں میں پامال نہ ہونے دے گا بعض جُہلا نے یہاں صحابہ کرامؓ پر اعتراض کئے ہیں جو صرف ان کی جہالت کا مظہر ہیں ان کا کوئی محبوب ہوتا اور وہ یوں دشمن کے نرغے میں آ چلا ہوتا تو یہ کیا مشورہ دیتے ذرا سوچ کر اندازہ کریں چنانچہ آپ ﷺ نے سب سے فرمایا بیٹھ جاؤ اور پھر فرمایا مجھے اللہ کا حکم ہوا کہ مقابلہ کروں اب تمہاری کیا رائے ہے تو صدیق اکبرؓ فاروق اعظمؓ نے باری باری جہاد کا اعلان فرمایا حضرت مقدادؓ نے عرض کیا ہم وہ جواب نہ دیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا کہ آپ اور

آپ کا رب لڑے ہم تو یہاں بیٹھیں گے آپ اگر برق الغماد تک چلیں تو ہم ہمرکاب ہیں یہ حبشہ کا ایک مقام تھا یعنی سمندر پار تک اور انصار کی طرف سے حضرت سعد ابن معاذؓ نے کھڑے ہوکر اعلان فرمایا کہ آپ دریا میں گھس پڑے تو ہم بھی گھس پڑیں گے اور ایسی قربانی دیں گے کہ آپؐ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی تب آپ ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمایا اللہ نے مجھے دونوں یعنی تجارتی قافلہ یا مکہ سے آنے والے لشکر میں سے ایک پہ فتح کی بشارت دی ہے اور فرمایا اللہ کی قسم میں اپنی آنکھوں سے مشرکین کی قتل ہونے کی جگہوں کو دیکھ رہا ہوں تو اب مشورہ کی بات ختم ہوگئی کہ جب حکم ہے تو انشاءاللہ تعمیل ہوگی چنانچہ قرآن مجید میں بھی اس کو بیان کر دیا گیا کہ اللہ کریم نے دو میں سے ایک جماعت پر آپ کو فتح کی بشارت دی بلکہ وعدہ فرمایا تو مسلمانوں نے یہ خیال کیا کہ قافلہ پہ اللہ کریم فتح دیں گے یا ان کا خیال قافلہ سے لڑنے کا ہوا جس کی تعداد جنگی جوانوں کے اعتبار سے کم تھی اور تجارتی قافلہ تھا مگر اس قلیل تعداد اور اسلحہ وغیرہ کے بغیر ایک تربیت یافتہ فوج اور کیل کانٹے سے لیس لشکر کا مقابلہ بظاہر تو ممکن نہ تھا مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا اللہ کریم حق کو غالب کرکے اس کی سچائی ثابت کرنا چاہتے تھے اور دوسرے کفار کو سزا دینا بھی مقصود تھا ایسی سزا کہ ان کی جڑ کٹ جائے اور برسرمیدان حق و باطل کا فیصلہ اور دونوں امور کے انجام کا اظہار ہو جائے خواہ کفار اس بات کو کتنا ہی ناپسند کریں اور یہی عظیم اور تاریخ عالم میں پہلا دن تھا جب ظالموں کے سامنے مظلوموں کو ان کے حقوق دلانے کے لیے صف آرا کر دیا گیا اور یہ عظیم ترین کام اللہ کے عظیم ترین رسول ﷺ ہی کو زیبا تھا چنانچہ سرِ مقتل یہ فیصلہ ہوگیا کہ عظمت صرف اللہ کے ہے اور انسان بحیثیت انسان سب برابر ہیں درجات میں فرق ہے تو حقوق اور فرائض بھی اپنے اپنے درجے کے مطابق ہیں لہٰذا بندوں پہ صرف اللہ کی حکومت اور اسی کا حکم جاری ہونا چاہیے خواہ یہ بات ان ظالموں کو جو مدت سے مظلوموں کے خون سے ہولی کھیلنا اپنا حق سمجھے بیٹھے ہیں کتنی ہی ناپسند کیوں نہ ہو کاش مسلمانوں کو شکاگو کے آٹھ مزدوروں کی موت پر یوم مئی منانے کی بجائے اپنے نبیؐ اور اس کے خدام کی ان قربانیوں کا احساس ہو جائے جو انہوں نے مظلوم انسانیت کو ظلم سے نجات دلانے کے لیے پیش کیں تو یوم مئی کے بجائے یوم بدر مزدوروں کسانوں غریبوں خواتین اور سب کا دن منایا جائے چنانچہ جب دونوں لشکر صف آرا ہوئے تو ایک طرف اسباب ظاہر کی شوکت تھی اور دوسری طرف محض اللہ کی رضا اور

دعا اور استغاثہ

مدد کا آسرا اگرچہ اللہ کریم خود وعدہ فرما چکے تھے مگر پھر بھی رسول اللہ ﷺ نے انتہائی خشوع خضوع سے دعا فرمائی اور صحابہؓ آمین آمین کہتے جاتے تھے لہٰذا دعا اور استغاثہ کی اپنی افادیت و ضرورت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا مگر دعا کا ادب یہ ہے کہ جو وسائل اختیار اور بس میں ہوں وہ اختیار کر کے دعا بھی کی جائے اور اللہ کی اطاعت کو اختیار کیا جائے تو دعا فوراً قبول ہوتی ہے جیسے یہاں فوراً قبولیت کا مژدہ سنایا گیا بلکہ فرمایا تمہاری مدد کے لیے اللہ کریم ایک ہزار فرشتہ بھیج دے گا جو ایسے ہی قطار اندر قطار یعنی فوجی زبان میں فارمیشن میں چلے آئیں گے کہ اگر کفار کے لشکر میں ایک ہزار مسلح جنگجو ہیں تو اللہ کریم بھی ایک ہزار فرشتہ تمہاری طرف سے لڑنے کو ارسال کر دے گا۔

حالانکہ بعض اقوام کو غرق کرنے کے لیے ایک ایک فرشتے نے زمین کا تختہ اُلٹ دیا یہاں محض رسول اللہ ﷺ اور آپ کے خدام کی عظمت کا اظہار ہے جو ایسے اہتمام ہو رہے ہیں اور یہ قانون ارشاد ہو رہا ہے

خلوص و للّٰہیّت

کہ جب کام اللہ کی اطاعت اور تعمیل ارشاد کے لیے کیا جائے اور اس میں خلوص ہو تو کوئی مشکل نہیں رہتی بلکہ اللہ کریم فرشتوں سے وہ کام کروا دیتے ہیں اور انسان اجر پانے والا ہوتا ہے یہاں اگرچہ ایک ہزار کی تعداد کا تذکرہ ہے، مگر سورہ آلِ عمران میں تین ہزار اور پانچ ہزار کا ذکر بھی ہے کہ جب یہ شور ہوا کہ مشرکین کے لیے کمک آ رہی ہے، تو اللہ نے فرمایا جو بغیر فرشتوں کے محض اپنے امر سے بھی سب کچھ کر سکتا ہے کہ ہم بھی کمک روانہ کر دیں گے، تین ہزار اور مزید ضرورت ہو تو پانچ ہزار مقصد یہ کہ اب مقابلہ فرشتوں اور مشرکین میں ہے، مسلمانوں کو فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔

اطمینانِ قلبی

اور فرشتوں کا نزول آپ لوگوں کے لیے فتح کی بشارت کے ساتھ ساتھ اطمینان کا سبب بنانا بھی مقصود تھا کہ اطمینان قلبی کا انحصار ملائکہ سے اُنس اور صفات ملکی پیدا ہونے سے نصیب ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ذکر کو اطمینانِ قلب کا باعث قرار دیا گیا کہ دوامِ ذکر بھی صفاتِ ملکوتی میں سے ہے ورنہ پھر دل سے شیطان کا رابطہ ہو جاتا ہے جو سراسر بے اطمینانی اور تشویش کا باعث ہوتا ہے اور مدد تو اللہ ہی کی ہے فرشتوں سے کرے قادر ہے ان کے بغیر کرے قادر ہے اس لیے کہ وہ غالب ہے اور بہت

بڑی حکمت والا ہے اسے خبر ہے کہ کہاں کب اور کتنی مدد کی جائے۔ اور یہ بات واضح ہوگئی کہ صحابہ کرامؓ کو کس درجہ کا فنا فی الرسول حاصل تھا کہ وہ جس کام کو بڑھے اللہ نے فرشتوں سے اس کی تکمیل کرادی معترضین کو یہاں اپنی حیثیت دیکھ کر بات کرنا چاہیے تھی۔ حتیٰ کہ صحابہ کرامؓ نے سفید عماموں میں اور گھوڑوں پہ سوار فرشتوں کو عملی طور پہ لڑائی کرتے ہوئے دیکھا اس کے متعلق روایات ملتی ہیں۔ اور نتیجۃً ستر چوٹی کے سردار قتل ہوئے اور ستر مشرک قید کر لیے گئے اور مکہ والے ذلت و خواری اور شکست سے دوچار ہو کر لوٹے تقریباً مکہ کی جملہ قیادت تباہ ہوگئی کچھ موت کے منہ میں چلے گئے اور باقی جو بچے قید ہو گئے۔

رکوع نمبر ۲ آیات ۱۱ تا ۱۹ قَالَ الْمَلَاُ ۹/۱۶

إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَ
يُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم
بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَ
لِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ
الْأَقْدَامَ ﴿١١﴾

جب اُس نے (تمہاری) تسکین کیلئے اپنی طرف سے تمہیں نیند
(کی چادر) اُڑھادی اور تم پر آسمان سے پانی برسا دیا تاکہ تم
کو اس سے (نہلا کر) پاک کردے اور شیطانی نجاست کو تم سے
دُور کردے اور اس لئے بھی کہ تمہارے دلوں کو مضبوط کردے
اور اس سے تمہارے پاؤں جمائے رکھے ﴿١١﴾

11. When he made the slumber fall upon you as a reassurance from Him and sent down water from the sky upon you, that thereby He might purify you, and remove from you the fear of Satan, and make strong your hearts and firm (your) feet thereby.

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ
فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ
الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ
الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿١٢﴾

جب تمہارا پروردگار فرشتوں کو ارشاد فرماتا تھا کہ میں تمہارے
ساتھ ہوں تم مومنوں کو تسلی دو کہ ثابت قدم رہیں میں ابھی
ابھی کافروں کے دلوں میں رعب و ہیبت ڈالے دیتا ہوں تو
اُنکے سر مار کر اُڑا دو۔ اور اُن کا پور پور مار کر توڑ دو ﴿١٢﴾

12. When thy Lord inspired the angels, (saying:) I am with you. So make those who believe stand firm. I will throw fear into the hearts of those who disbelieve. Then smite the necks and smite of them each finger.

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَ
مَن يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ
شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١٣﴾

یہ (سزا) اس لئے دی گئی کہ اُنہوں نے خدا اور اُس کے رسُول کی
مخالفت کی اور جو شخص خدا اور اُسکے رسول کی مخالفت کرتا ہے
تو خدا بھی سخت عذاب دینے والا ہے ﴿١٣﴾

13. That is because they opposed Allah and His messenger. Whoso opposeth Allah and His messenger, (for him) lo! Allah is severe in punishment.

ذَٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَ أَنَّ لِلْكَافِرِينَ
عَذَابَ النَّارِ ﴿١٤﴾

یہ (مزہ تو یہاں) چکھو اور یہ (جانے رہو) کہ کافروں کیلئے
(آخرت میں) دوزخ کا عذاب بھی تیار ہے ﴿١٤﴾

14. That (is the award), so taste it, and (know) that for disbelievers is the torment of the Fire.

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ
كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ﴿١٥﴾

اے اہل ایمان جب میدان جنگ میں کفار سے تمہارا مقابلہ
ہو تو اُن سے پیٹھ نہ پھیرنا ﴿١٥﴾

15. O ye who believe! When ye meet those who disbelieve in battle, turn not your backs to them.

وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا
لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ
بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ
وَبِئْسَ الْمَصِيرُ

اور جو شخص جنگ کے روز اس صورت کے سوا کہ لڑائی کے لئے
کنارے چلے (یعنی حکمت عملی سے دشمن کو مارے) یا اپنی فوج
میں جا ملنا چاہے اُن سے پیٹھ پھیرے گا [illegible]
[illegible] ﴿١٦﴾

16. Whoso on that day turneth his back to them, unless manoeuvring for battle or intent to join a company, he truly hath incurred wrath from Allah, and his habitation will be hell, a hapless journey's end.

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾ ع ۹ ۱۶

تم لوگوں نے ان (کفار) کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے انہیں قتل کیا۔ اور (اے محمد) جس وقت تم نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ تم نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں اس سے یہ غرض تھی کہ مومنوں کو اپنے (احسانوں) سے اچھی طرح آزمالے بیشک خدا سنتا جانتا ہے ﴿۱۷﴾ (بات) یہ (ہے) کچھ شک نہیں کہ خدا کافروں کی تدبیر کو کمزور کر دینے والا ہے ﴿۱۸﴾ (کافرو) اگر تم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر) فتح چاہتے ہو تو تمہارے پاس فتح آچکی (دیکھو) اگر تم (اپنے افعال سے) باز آجاؤ تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر پھر (نافرمانی) کروگے تو ہم بھی پھر (تمہیں عذاب) کرینگے اور تمہاری جماعت خواہ کتنی ہی کثیر ہو تمہارے کچھ بھی کام نہ آئیگی اور خدا تو مومنوں کے ساتھ ہے ﴿۱۹﴾

17. Ye (Muslims) slew them not, but Allah slew them. And thou (Muhammad) threwest not when thou didst throw, but Allah threw, that He might test the believers by a fair test from Him. Lo! Allah is Hearer, Knower.

18. That (is the case); and (know) that Allah (it is) who maketh weak the plan of disbelievers.

19. (O Qureysh!) If ye sought a judgement, now hath the judgement come unto you. And if ye cease (from persecuting the believers) it will be better for you, but if ye return (to the attack) We also shall return. And your host will avail you naught, however numerous it be, and (know) that Allah is with the believers (in His guidance).

اسرار و معارف

مزید انعامات یہ کہ مقام بدر میں مشرکین نے ایسی جگہ قبضہ کر لیا جو اونچائی پر تھی اور نسبتاً مضبوط زمین تھی اور مسلمانوں کو ایسی جگہ ٹھہرنا پڑا جو نشیبی تھی حضرت حباب بن منذرؓ نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ اگر یہ جگہ وحی کے ذریعہ متعین نہیں کی گئی اور مشورہ کی اجازت ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ آگے بڑھ کر پانی کی جگہ پر قبضہ کر لیا جائے چنانچہ آپؐ کے حکم سے ایسا ہی کیا گیا اور پھر حضرت سعد بن معاذؓ کے مشورہ سے ایک طرف ذرا بلندی پر آپ ﷺ کے لیے ایک جھونپڑی سی بنا دی گئی جس میں صرف صدیق اکبرؓ کو شرف حضوری حاصل تھا اور حضرت معاذؓ دروازہ پر پہرہ دے رہے تھے۔

یہ بدر کی پہلی شب تھی دونوں لشکروں کا دن اس طرح بسر ہوا رات کفار اونچی اور مضبوط زمین پر تھے اور مسلمان نشیبی زمین پر جس پر ریت بھری تھی اور پاؤں دھنس دھنس جاتے تھے کچھ لوگوں کو رات غسل کی ضرورت پیش آگئی تو اب اس قدر وافر پانی بھی نہ تھا تو رب جلیل نے اپنی قدر کاملہ سے سب اہتمام فرمائے اول کہ ایک ایسی اونگھ سب پر بھیج دی جس سے اطمینان و سکون نصیب ہوا اور اس سے مراد وہ حالت ہے جو مقامات بالا سے ربط قائم ہونے پر وارد ہوتی ہے یہ بظاہر نیند ہوتی ہے لیکن نیند نہیں ہوتی کہ [illegible] حواس بیدار ہوتے ہیں اور سب کچھ سمجھ رہا ہوتا [illegible] جاتا ہے یہ

اونگھ سے مراد

ایسی حالت ہے جو اللہ کریم کی طرف مکمل توجہ سے نصیب ہوتی ہے ورنہ عام نیند تو کمزوری کا باعث ہے کسی فضیلت کا سبب نہیں دوسری صورت یہ پیدا فرمائی کہ رات بارش برسی جس سے کفار کے لشکر میں دلدل اور کیچڑ بن گیا کہ وہاں مٹی ایسی تھی اور جہاں مسلمان تھے وہاں پانی کے سبب ریت ہموار ہو کر جم گئی اور غسل اور وضو کیلئے وافر مقدار میں پانی بھی نصیب ہو گیا چنانچہ جنہیں غسل کی ضرورت پیش آگئی تھی ان کا کام بھی آسان ہو گیا اور شیطانی نجاست یعنی احتلام سے پاک ہونے کا موقع نصیب ہوا - اور تیسرا کرم رابطہ قلبی تھا جو سب کو نصیب ہوا - یہ لفظ سورہ کہف میں بھی گذرا ہے اصطلاح صوفیہ میں رابطہ سے مراد وہ حالت ہے کہ دل میں ذکر الٰہی سے جو نور پیدا ہو وہ عرش عظیم تک رسائی حاصل کرے اور جب کسی قلب کو توجہ نصیب ہوتی ہے اور اسے ذکر دوام کا نور نصیب ہوتا ہے تو وہ نور اوپر ہی اوپر اٹھتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ قلب اللہ کہے تو روشنی عرش عظیم تک پہنچتی ہے یہ حال رابطہ کہلاتا ہے اور جب اللہ کریم خاص انعام کرنا چاہیں تو پھر اس ذات کی طرف سے تجلی دل کو منور کر کے رابطہ کا کام دیتی ہے جو مضبوط ترین صورت ہے اور یہی اعلیٰ ترین صورت اصحاب بدرؓ کو نصیب ہوئی اور یہ ایسی دولت تھی کہ اب اس کے بعد قدم اکھڑنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا لہٰذا ارشاد فرمایا کہ یہ نعمتِ رابطہ تمہیں ثابت قدمی عطا کرنے کے لیے نازل فرمائی۔

اور اس کے ساتھ مزید انعام فرمایا کہ فرشتوں کو حکم دیا کہ میری تائید تمہیں نصیب ہے میں تمہارے ساتھ ہوں تم بھی مسلمانوں کے قلوب پر ایسا تصرف کرو ایسے انوارات القا کرو کہ وہ ثابت قدم رہیں اور میں اپنی قدرتِ کاملہ سے کفار کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا۔ تم ان کی گردنیں اُڑا دو اور ایسی ضرب لگاؤ کہ ان کے پور پور سے درد اٹھے۔ عذابِ الٰہی کی یہی خصوصیت ہے کہ جسم کے کسی حصے کو چھُو جائے سارا بدن متاثر ہوتا ہے جیسے جہنم کی آگ کہ جسم کو چھوئے گی تو دل تک اس کا اثر پہنچے گا اور یہ عذاب اور شدت ان پر بلاوجہ نہیں انہوں نے اللہ اور اس کے رسُول کی مخالفت اختیار کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اللہ کی مخالفت ہے اور اس کی سزا بہت سخت ہے

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کا راستہ اختیار کرتا ہے اسے یہ بھی جان لینا چاہیئے کہ اللہ کے عذاب بھی بہت سخت ہیں اللہ کی بات انسان تک صرف رسول ہی کے وسیلہ سے پہنچتی ہے اور رسول وہ ہستی ہے جو اپنی پسند سے دین کے بارے کچھ نہیں فرماتا جو فرماتا ہے وہ وحی ہوتی ہے لہٰذا اگر رسول اللہ ﷺ کی مخالفت اختیار کی تو یہ واضح طور پہ اللہ ہی کی مخالفت ہے اور اللہ تعالےٰ کی مخالفت عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے اس میں دو درجے ہیں شدید ترین درجہ انکار اور کفر ہے اور کم تر یہ کہ رسومات کو سنت کے مقابل رواج دیا جائے جسے بدعت کا نام دیا گیا ہے جو جس درجے کا ارتکاب کرے گا ویسے ہی عذاب کا اس کو سامنا ہوگا اور یہ مزہ تو دنیا میں چکھ لو یعنی رسول اللہ ﷺ کی مخالفت نقد سزا بھی دلواتی ہے اور پھر دائمی عذاب بھی گلے پڑیگا کہ یہ تو نقد تو قتل ذلت شکست رسوائی اور بربادی اور مرنے کے بعد تمہارا کفر تمہیں آگ کے عذاب میں داخل کرنے کا باعث ہوگا۔

یہاں سے خطاب اطاعت شعاروں کو فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے کہ اے ایمان والو کفار سے سرِ میدان مقابلہ کرنا پڑے تو کبھی پیٹھ نہ دکھاؤ کہ مومن کو شکست ہوتی نہیں شہید ہو گیا تو بھی مراد پا گیا اور یا پھر فاتح ہوگا اور مراد پائے گا ہاں جنگی داؤ پیچ لگانے کے لیے ادھر اُدھر بھاگنا جیسے دشمن کے سامنے سے بھاگنا شروع کر کے اسے کسی گھات میں لے آئے یا مزید کمک حاصل کرنے کے لیے واپس پلٹنا کہ دنیا عالم اسباب ہے اور ترک سبب درست نہیں مثلاً کفار کا لشکر زیادہ تعداد میں ہے اور مسلمان واپس جا کر مزید کمک حاصل کر سکتے ہیں تو ایسے میں حرج نہیں ورنہ اگر محض جان بچانے کو بھاگا تو اس نے غضب الٰہی کو دعوت دی اور ایسے لوگوں کا ٹھکانہ تو جہنم ہے جو بہت تکلیف دہ جگہ ہے یعنی اس کا یہ عمل دعویٰ ایمان کی نفی کرتا ہے اور وہ اسی عذاب کا مستحق ہے جو کفار کے لیے ہے اسی لیے میدان جہاد سے بھاگنا حرام ہے۔

فنائے تام

چونکہ کمال ایمان تو حضوری اور فنائے تام کا نام ہے جس کا اعلیٰ ترین درجہ حضور اکرم ﷺ کو اور صحابہ کرامؓ کو حاصل تھا کہ میدان جہاد میں تم لوگوں نے کفار کو تھوڑا ہی قتل کیا ہے وہ تو اللہ نے انہیں قتل کیا یعنی فعل باری تھا صادر تمہارے ہاتھوں سے ہوا اور یہی فنائے تام ہے کہ نہ صرف قلب بلکہ اعضاء و جوارح مرضیاتِ باری پہ فدا ہو جائیں جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد ہے کہ میں بندے کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے پکڑتا ہوں۔ پاؤں بن جاتا ہوں جن سے چلتا ہے وغیرہ۔ اور یہی کمال بدرجہ اتم آپ کو حاصل تھا کہ جب آپ نے ریت پھینکی تو آپ نے نہیں پھینکی وہ تو اللہ جل شانہٗ نے پھینکی سبحان اللہ ذرا ملاحظہ ہو جب آپ نے ریت پھینکی تو آپ نے ریت نہیں پھینکی وہ تو اللہ کریم نے پھینکی یعنی یہاں بھی فعل اسی ذات کا تھا صادر دستِ نبوت سے ہوا آپ نے پہلے خبر کر دی تھی کہ اللہ نے فتح کی بشارت دی ہے بلکہ آپ نے مختلف کفار کے قتل ہونے کی جگہ کی نشاندہی فرما دی تھی اور پھر وہ لوگ انہی جگہوں پہ قتل ہوئے، اور جب کفار کا لشکر طبلِ جنگ بجاتا ہوا متکبرانہ انداز میں آگے بڑھا تو آپ نے تین بار مٹھی مٹھی بھر ریت پھینکی ایک قلب لشکر پر اور ایک ایک میمنہ اور میسرہ پر تو کوئی ایسا لشکری نہ تھا جسکے منہ پر کنکریاں نہ لگی ہوں اور آنکھوں میں ریت نہ پہنچی ہو۔ گویا تقاضائے ایمان فنائے تام ہے یہ کمال ہے اور کم تر درجہ یہ ہے کہ اللہ کے ارشادات سُن کر ان پہ اعتماد تو ہو اگر یہ بھی نصیب نہیں اور اعمال میں سب کچھ اپنی ہی رائے سے کرتا ہے جیسے میدان جنگ سے فرار کہ محض اپنے حیلے کو موت سے بچنے کا سبب سمجھا تو یہ ایمان کے نہ ہونے کی دلیل ہے یہ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں ہم آج بھی اپنا حلیہ دیکھ سکتے ہیں بہرحال فرمایا یہ احسان کہ قلب کو رابطہ سے نوازا آسمانوں سے پانی برسایا مدد کو فرشتے نازل فرمائے اور پھر فنائے تام کے مرتبہ پہ فائز کیا اس لیے کہ مومنین کو حسن و خوبی سے اور انعامات سے بھی آزمایا جائے کہ کی زندگی کا امتحان شدائد کا تھا یہاں سے انعامات کا سلسلہ شروع ہو گیا اور یہ مخلوق پہ اتمامِ حجت اور اظہار کے لیے ہوتا ہے ورنہ اللہ کریم تو سننے والے بھی ہیں اور بغیر آزمائے بھی سب کچھ جاننے والے بھی و نیز ان برکات کے اظہار کا مقصد کفار کا غرور توڑنا اور ان کی تجاویز کو ناکام بنانا بھی تھا اب ان سے فرما دیجیے کہ اگر یہی مقابلہ معیار حق تھا تو فیصلہ ہو چکا کہ ان بدبختوں نے مکہ مکرمہ سے روانہ ہوتے وقت بیت اللہ شریف کے پردوں کو تھام کر دعا کی تھی کہ "اللہ اعلیٰ و افضل کو اور

جو حق پر ہے اس کو فتح دے" ان کے گمان میں یہ ان کے اوصاف تھے حالانکہ یہ اوصاف تو مومنین کو حاصل تھے تو فرمایا اب بدر کی شکست سے تم پر حق اور بھی واضح ہو گیا اب ان سے کہیے کہ اگر اب بھی کفر و عناد سے باز آجائیں تو بہت بہتر ہے لیکن اگر انہوں نے وہی رویہ اپنایا تو اللہ کی طرف سے بھی اسی طرح ذلیل کیے جاتے رہیں گے اور یہ گمان چھوڑ دیں کہ پھر زیادہ فوج جمع کر لیں گے ایسی کثرت بھی کوئی فائدہ نہ دے گی اس لیے کہ مومنین کو معیت باری حاصل ہے یعنی مسلمانوں کے ساتھ تو اللہ ہے تمہاری افرادی قوت یا اسباب کی کثرت خود اللہ کے مقابلے میں تو کوئی حیثیت نہیں رکھتی

رکوع نمبر ۳ آیات ۲۰ تا ۲۸ قَالَ الْمَلَاُ ۹/۱۷

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾

اے ایمان والو خدا اور اسکے رسول کے حکم پر چلو اور ان سے روگردانی نہ کرو اور تم سنتے ہو ﴿۲۰﴾

20. O ye who believe! Obey Allah and His messenger, and turn not away from him when ye hear (him speak).

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾

اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو کہتے ہیں کہ ہم نے (حکم خدا) سن لیا مگر (حقیقت میں) نہیں سنتے ﴿۲۱﴾

21. Be not as those who say, We hear, and they hear not.

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۲۲﴾

کچھ شک نہیں کہ خدا کے نزدیک تمام جانداروں سے بدتر بہرے گونگے ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے ﴿۲۲﴾

22. Lo! the worst of beasts in Allah's sight are the deaf, the dumb, who have no sense.

وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾

اور اگر خدا ان میں نیکی (کا مادہ) دیکھتا تو انکو سننے کی توفیق بخشتا اور اگر (بغیر صلاحیت ہدایت کے) سنا بھی دیتا تو وہ منہ پھیر کر بھاگ جاتے ﴿۲۳﴾

23. Had Allah known of any good in them He would have made them hear, but had He them hear they would have turned away, averse.

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

مومنو خدا اور اسکے رسول کا حکم قبول کرو جبکہ رسول خدا تمہیں ایسے کام کیلئے بلاتے ہیں جو تم کو زندگی (جاوداں) بخشتا ہے اور جان رکھو کہ خدا آدمی اور اسکے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور یہ بھی کہ تم سب اسکے روبرو جمع کئے جاؤ گے ﴿۲۴﴾

24. O ye who believe! Obey Allah, and the messenger when He calleth you to that which quickeneth you, and know that Allah cometh in between the man and his own heart, and that He it is unto Whom ye will be gathered.

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾

اور اس فتنے سے ڈرو جو خصوصیت کے ساتھ انہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں گنہگار ہیں اور جان رکھو کہ خدا سخت عذاب دینے والا ہے ﴿۲۵﴾

25. And guard yourselves against a chastisement which cannot fall exclusively on those of you who are wrong-doers, and know that Allah is severe in punishment.

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور اس وقت کو یاد کرو جب تم زمین میں تھوڑے (اور) ضعیف سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے رہتے تھے کہ لوگ تمہیں اڑا (اور اچک) لے جائیں (یعنی بے خانماں نہ کر دیں) تو اس نے تم کو جگہ دی اور اپنی مدد سے تم کو قوت بخشی اور پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں تاکہ (اسکا شکر کرو) ﴿۲۶﴾

26. And remember, when ye were few and reckoned feeble in the land, and were in fear lest men should extirpate you, how He gave you refuge, and strengthened you with His help and made provision of good things for you, that haply ye might be thankful.

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ

اے ایمان والو خدا اور رسول کی امانت میں خیانت کرو

27. O ye who believe! Betray (Allah and His messenger

الرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم ان باتوں کو جانتے ہو (۲۷)

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد ایک آزمائش ہے اور یہ کہ

وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ خدا کے پاس نیکیوں کا بڑا ثواب ہے (۲۸)

nor knowingly betray your trusts.

28. And know that your possessions and your children are a test, and that with Allah is immense reward.

اسرار و معارف

معیت باری

بات جب معیت باری کی ہوئی تو یہ مشروط طور پر ارشاد فرمائی گئی ہے کہ اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے چنانچہ مومنین کو حقیقتِ ایمان سے آگاہ فرمایا جا رہا ہے تاکہ انہیں اللہ کی معیت حاصل رہے ورنہ ایمان میں کمزوری برکاتِ معیت میں کمی کا باعث بن جائے گی جیسا کہ فی زمانہ مشاہدہ ہے کہ مسلمان نے عمل چھوڑا تو اس کے نتیجے میں ایمان کمزور ہوا اور ایمان کی کمزوری نے برکاتِ معیت میں کمی کر دی چنانچہ جہاں کہیں مسلمان ہیں وہاں طوفانوں کی زد پر ہیں اور کہیں سے خیریت کی خبر نہیں مل رہی اللہ ہمیں معاف فرمائیں تو اسی مرض کا علاج شافی ارشاد ہو رہا ہے کہ اے ایمان والو اللہ کی اطاعت اختیار کرو اور وہ یوں کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو اور روگردانی ہرگز نہ کرو جبکہ ارشاداتِ نبوی سن رہے ہو اللہ کے احکام تم تک پہنچ رہے ہیں تو محض سن کر یہ کہہ دینا کہ بہت اچھی باتیں ہیں مگر ان پر عمل نہ کرنا تو ایسا ہی ہے جیسے سنا ہی نہ ہو کر سننا تو عمل کے لیے ہے اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہونے پاؤ کہ جو سننے کا دعویٰ تو رکھتے ہیں مگر نہ اعتقاد ہے ورنہ عمل تو حقیقتاً وہ نہ سننے کے برابر ہے

سننے کے درجے

اوّل یہ ہے کہ سنا تو سہی مگر سمجھنے کی کوشش ہی نہ کی یا نہ سمجھا دوم یہ ہے کہ سنا اور سمجھا بھی مگر مانا نہیں یعنی بطور عقیدہ اختیار نہیں کیا تیسرے یہ کہ سنا بھی سمجھا بھی مانا بھی مگر عمل نہ کر سکے اور چوتھا درجہ کامل سننے کا یہ ہے کہ سنا سمجھا اعتقاد کیا اور عمل کیا یہ حقیقی سننا ہے جو کامل مومنین کا سنا ہے تیسرا درجہ خطاکار مسلمانوں کا ہے اور دوسرا درجہ منافقین کا کہ سنا بھی سمجھا بھی مگر یقین و ایمان سے محروم رہے اور پہلا درجہ کفار کا ہے کہ محض سنا تو یہ پہلے دونوں طبقے ایسے ہی ہیں جیسا کہ انہوں نے کچھ سنا ہی نہ ہو اب مسلمان کو تو زیب نہیں دیتا کہ وہ کفار و منافقین کی مشابہت اختیار کرے اگر کرے گا تو معیت حق کا جو اعزاز حاصل ہے

وہ نہ رہے گا اس لیے کہ بدترین خلائق اللہ کے نزدیک ایسے ہی لوگ ہیں جو نہ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں اور نہ عمل کو کام میں لاتے ہیں۔ سننے کی کوشش نہ کی۔ بہرے بنے رہے نہ حق پہ کسی سے بات کی گویا گونگے ہوں نہ فکر کیا جیسے عقل ہی نہ ہو تو ایسے لوگ عام جانوروں کی سطح پہ بھی نہیں بلکہ چوپایوں میں بھی بدترین مخلوق ہیں۔ چوپایہ بھی اپنا مقصدِ تخلیق تو پورا کر رہا ہوتا ہے صاحبِ روح البیان نے عجیب بات لکھی ہے کہ انسان تخلیقی طور پہ تمام جانوروں سے افضل اور فرشتہ سے کم درجہ رکھتا ہے مگر اپنے عمل سے فرشتوں سے بڑھ جاتا ہے لیکن اگر روگردانی کرے تو پھر بدترین جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔

رویت اشکال

یہ اثر اتنا مضبوط ہوتا ہے کہ اگرچہ جسمانی شکل نہیں بگڑتی اور یہ نبی کریم ﷺ کے خصوصی اعزازات میں سے ہے کہ پہلی امتوں کی طرح مسخ کا عذاب نہیں آتا اگرچہ بعض بدبخت اس کا شکار ہوتے رہتے ہیں مگر اجتماعی طور پر وارد نہیں ہوتا مگر رُوح کی شکل مسخ ہو جاتی ہے اور اگر کسی کو دل کی بصیرت نصیب ہو تو صوفیہ میں رویت اشکال کا مراقبہ کرایا جاتا ہے جس میں انسانوں کے اندر کی شکلیں نظر آتی ہیں یعنی جو رُوح کی شکل بن چکی ہوتی ہے تو شہر درندوں سے بھرے ہُوئے نظر آتے ہیں اور ان میں اگر ذرّہ برابر بھی بھلائی نظر آتی یعنی حق کی طلب ہوتی تو اللہ کریم انہیں ضرور سُننے کی توفیق بھی عطا فرماتے انہیں سنوا بھی دیتے ایسا سننا جو عمل کے ساتھ مزیّن ہوتا لیکن لذاتِ دُنیا میں کھو کر طلبِ حق کی استعداد ضائع کرنے والوں کو اگر سُننا نصیب بھی ہوگا تو روگردانی ہی کریں گے اور اعتراضات ہی کریں گے اس لیے نہیں کہ دین کی بات میں کمی ہے بلکہ ان کی روگردانی اور اعتراضات کا سبب ان میں طلبِ حق کی کمی ہے اس کا نہ ہونا ہے لہٰذا جہاں کوئی طالب ہو اسے کسی کمال کی خبر پہنچے تو وہ حصول کیلئے کوشش کرتا ہے اور ذرائع اور وسائل تلاش کرنے لگتا ہے۔

جہاں طلب نہ ہو وہاں صرف اعتراض کرنے کی سکت ہوتی ہے

لیکن جہاں حق کی طلب ہی نہ ہے تو وہاں صرف اعتراضات کی سکت رہ جاتی ہے توفیقِ عمل نہیں ہوتی اور یہ حال ہر طرح کی بھلائی سے خالی ہونے پہ دلالت کرتا ہے ان آیات میں طلبِ حق کو ہی خیر اور بھلائی قرار دیا ہے جو اس سے خالی ہے معاذ اللہ بھلائی سے محروم ہے۔

حقیقی حیات

فرمایا اے ایمان والو اللہ کریم کی بات قبول کرو اور رسول اللہ ﷺ کی بات قبول کرو جب بھی تمہیں حکم دیں اسکی تعمیل ہی حقیقی حیات ہے اور اللہ کا رسولؐ تمہیں ذاتی فائدے کے لیے حکم نہیں دیتا بلکہ ان کے ارشادات کی تعمیل میں ہی دل کو نور اور رُوح کو تجلیات سے سیرابی نصیب ہوتی ہے جو کامرانی کی نوید اور حیات ہے ورنہ محرومی تو موت سے بدتر ہے کہ نامُراد بھی جہنم میں مرینگے تو نہیں لیکن وُہ زندگی موت سے بدتر ہوگی کہ موت کو بھی ترسیں گے اور رسُول اللہؐ تمہیں جو حکم دیتے ہیں اس پر جان لڑا دو کہ اسی کی تعمیل میں حیات مضمر ہے اور یہی مقام شیخ کا ہوتا ہے کہ جب تک کوئی حکم خلافِ شریعت نہ ہو اس کی تعمیل میں ہرگز سستی نہ کرے ورنہ استفادہ نہ کر سکے گا اور حقیقی شیخ اغراضِ ذاتیہ سے بالاتر ہوتا ہے اور تعمیل ارشاد میں تاخیر نہ کی جائے ورنہ یاد رکھو اللہ بندے اور اس کے قلب کے درمیان آڑ اور رکاوٹ بن جاتا ہے یعنی تاخیر نہ کرو ورنہ اسی گستاخی پہ خفا ہو کر ربِّ جلیل توفیق عمل چھین لیتے ہیں اور پھر شاید تعمیلِ ارشاد کر ہی نہ سکو یا پھر علمائے دُوسرا معنیٰ بھی کیا ہے کہ اگر تعمیل ارشاد میں پُوری طرح کوشاں رہو گے تو اللہ کریم گُناہ اور بُرائی کے درمیان اور تمہارے درمیان آڑ بن جائیں گے یعنی گناہ سے حفاظت نصیب ہوگی کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہوتے ہیں اور اولیاء محفوظ اور یہ دونوں معنیٰ درست بھی ہیں۔ اور مبارک بھی اور یہ تو یقینی بات ہے کہ آخر سب کو اسی کی بارگاہ میں اکٹھا ہونا ہے۔

ظلم سے نہ روکنے والے بھی عذاب کی لپیٹ میں آجاتے ہیں

اور ایسی مصیبت سے بچنے کی پُوری کوشش کرتے رہو جو صرف ان لوگوں پر نہیں آتی جو گُناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ یعنی ظالم خُود تو گرفتارِ بلا ہوتا ہی ہے اور دنیا و آخرت کے عذاب کا نشانہ بنتا ہے ساتھ وُہ معاشرہ اور وُہ قوم جو ظالموں کو برداشت کرنے لگتے ہیں اور ظالموں کو روکنے کی کوشش نہیں کرتے وُہ بھی اللہ کے عذاب کی لپیٹ میں آجاتے ہیں یعنی نہ صرف اطاعت رسولؐ پر خُود کمربستہ رہو بلکہ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیتے رہو اور حتی الامکان آپ ﷺ کی نافرمانی سے سمجھوتہ نہ کرو ورنہ تم بھی انہیں مصیبتوں میں پھنس جاؤ گے جو نافرمانوں پر وارد ہوں گی اور اس میں ذاتی عمل

تدریس، تبلیغ، جہاد اپنے اپنے موقع و محل کے مطابق سب ہی مُراد ہیں۔ یعنی اطاعتِ رسولؐ کا حق یہ ہے کہ دوسرے سے نافرمانی کا صدور بھی برداشت نہ کرو ورنہ مداہنت۔ یعنی بدکاروں سے چشم پوشی کرنے والے نیک بھی اللہ کے ہاں پسندیدہ لوگ نہیں ہُوا کرتے اور یاد رکھو اللہ کے عذاب بڑے سخت ہیں۔

برکاتِ رسالت ﷺ

اور برکاتِ اطاعت تو تمہارے سامنے ہیں کہ ایک وقت وُہ بھی تھا جب تم بظاہر بہُت کمزور و ناتواں تھے نہ افرادی قوّت تھی نہ مالی حالت بہتر تھی اور نہ جنگ کرنے کی سکت تھی۔ اور حال یہ تھا کہ مخالفین کہیں اُچک ہی نہ لیں پھر اسی کمال اطاعتِ نبوی ﷺ کے طفیل ربِّ جلیل نے مدینہ منورہ کو اسلامی ریاست کی بنیاد بنا کر تمہیں ایک ٹھکانہ عطا فرمایا اور تمہیں اپنی نصرتِ خاصہ سے سرفراز فرما کر ایک قوّت اور مضبوط طاقت بنا دیا اور بھوک اور افلاس کی جگہ خُوشحالی کی نعمت عطا فرمائی کہ تم اس کا شکر ادا کرتے رہو۔ اور یہ یاد رکھو کہ اطاعتِ نبویؐ میں عمداً کمی کرنا حقوقِ نبوّت میں خیانت ہے اور یہ تو ربِّ جلیل کے ساتھ خیانت ہے کہ کلمہ طیبہ کا اقرار کر کے اطاعت میں ارادۃً سُستی کی جائے جبکہ کسی بھی انسان سے خیانت کرنا نہایت ہی قابلِ مذمّت ہوتا ہے اور پھر اطاعتِ نبویؐ میں خیانت تو اپنے نفع اور فائدہ میں خیانت ہے کہ جو درجہ ثواب کا ملنا تھا اور جو نعمتیں امن و سکون یا عزّت و آبرو دُنیا کی تھی سب متاثر ہو کر ان میں کمی ہوگی اور خیانت تو کسی حال میں بھی درست نہیں نہ آپس کے احوال میں یا آبرو میں اور نہ اطاعتِ رسولؐ اور اطاعتِ الٰہی میں یہ واضح بات ہے کہ تم بھی خوب جانتے ہو۔

اور یاد رکھو مال و منال ہو یا اولاد یہ سب کچھ ہی آزمائش کا سبب ہے کہیں حصولِ اقتدار کا لالچ کہیں حصولِ زر کا طمع اور کسی جگہ اولاد کی محبت ہی ایسے اسباب پیدا کرتی ہے کہ آدمی سے کوتاہی ہونے لگتی ہے مگر بہُت بڑا اجر تو اللہ ہی کے پاس ہے اور یہ سب عارضی رشتے ہیں مال و جاہ ہوں یا اولاد یہ تو دارِ دُنیا کی باتیں ہیں اور یہاں بھی سب کام حسبِ خواہش نہیں ہو پاتے پھر آخرت اور ابدی زندگی میں تو اللہ کریم سے اجر پانے کی ضرورت ہے یہ چیزیں تو وہاں کام نہ آئیں گی ہاں یہ پکی بات ہے کہ جو بھی شخص ان رکاوٹوں کو عبور کرے گا یعنی دُنیا یا اولاد کی محبّت میں اطاعتِ نبویؐ سے روگردانی نہ کرے گا اس کے لیے بہُت بڑا اجر ہے۔

رکوع نمبر ۴ آیات ۲۹ تا ۳۷ قَالَ الْمَلَاُ ۹/۱۸

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ
لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ
يَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾
وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ
يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۭ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ
اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۳۰﴾
وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا
لَوْ نَشَاۗءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ
اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۱﴾
وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ
الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً
مِّنَ السَّمَاۗءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا
كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾
وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ
عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَاۗءَهٗ ۭ اِنْ
اَوْلِيَاۗؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾
وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَاۗءً وَّتَصْدِيَةً ۭ
فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا
ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ۭ
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۶﴾
لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ
الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰي بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا
فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

اے مومنو! اگر تم خدا سے ڈرو گے تو وہ تمہارے لئے امتیاز
پیدا کر دیگا یعنی تم کو ممتاز کر دیگا اور تمہارے گناہ مٹا دیگا
اور تمہیں بخش دے گا اور خدا بڑے فضل والا ہے ﴿۲۹﴾
اور اے محمد اس وقت کو یاد کرو جب کافر لوگ تمہارے بارے میں چال چل
رہے تھے کہ تم کو قید کر دیں یا جان سے مار ڈالیں یا وطن سے نکال دیں تو وہ اپنی
چال چل رہے تھے اور (ادھر) خدا اپنی چال چل رہا تھا اور خدا سب سے بہتر چال چلنے والا ہے ﴿۳۰﴾
اور جب انکو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں ہم نے
سن لیا ہے اگر ہم چاہیں تو اسی طرح کا (کلام) ہم بھی کہہ دیں
اور یہ ہے ہی کیا صرف اگلے لوگوں کی حکایتیں ہیں ﴿۳۱﴾
اور جب انہوں نے کہا کہ اے خدا اگر یہ (قرآن) تیری طرف سے برحق
ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی اور تکلیف دینے والا
عذاب بھیج ﴿۳۲﴾
اور خدا ایسا نہ تھا کہ جب تک تم ان میں تھے انہیں عذاب دیتا۔
اور نہ ایسا تھا کہ وہ بخشش مانگیں اور انہیں عذاب دے ﴿۳۳﴾
اور (اب) ان کیلئے کونسی وجہ ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے
جب کہ وہ مسجد محترم (میں نماز پڑھنے) سے روکتے ہیں اور وہ
اس مسجد کے متولی بھی نہیں ہیں۔ اسکے متولی تو صرف پرہیزگار
ہیں لیکن ان میں کے اکثر نہیں جانتے ﴿۳۴﴾
اور ان لوگوں کی نماز خانہ کعبہ کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجانے
کے سوا کچھ نہ تھی۔ تو (اب) جو کفر کرتے تھے عذاب کے مزے اٹھاؤ ﴿۳۵﴾
جو لوگ کافر ہیں اپنا مال خرچ کرتے ہیں کہ لوگوں کو خدا کے
رستے سے روکیں سو ابھی اور خرچ کرینگے مگر آخر وہ خرچ کرنا انکے
لئے موجب افسوس ہوگا اور وہ مغلوب ہو جائیں گے۔
اور کافر لوگ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے ﴿۳۶﴾
تاکہ خدا پاک سے ناپاک کو الگ کر دے اور ناپاک کو ایک
دوسرے پر رکھ کر ایک ڈھیر بنا دے پھر اس کو دوزخ میں ڈال دے
یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں ﴿۳۷﴾

29. O ye who believe! If ye keep your duty to Allah, He will give you discrimination (between right and wrong) and will rid you of your evil thoughts and deeds, and will forgive you. Allah is of infinite bounty.

30. And when those who disbelieve plot against thee (O Muhammad) to wound thee fatally, or to kill thee or to drive thee forth; they plot, but Allah (also) plotteth; and Allah is the best of plotters.

31. And when Our revelations are recited unto them they say: We have heard. If we wish we can speak the like of this. Lo! this is naught but fables of the men of old

32. And when they said: O Allah! If this be indeed the truth from Thee, then rain down stones on us or bring on us some painful doom!

33. But Allah would not punish them while thou wast with them, nor will He punish them while they seek forgiveness.

34. What (plea) have they that Allah should not punish them, when they debar (His servants) from the Inviolable Place of Worship, though they are not its fitting guardians. Its fitting guardians are those only who keep their duty to Allah. But most of them know not.

35. And their worship at the (holy) House is naught but whistling and hand-clapping. Therefore (it is said unto them): Taste of the doom because ye disbelieved.

36. Lo! those who disbelieve spend their wealth in order that they may debar (men) from the way of Allah. They will spend it, then it will become an anguish for them, then they will be conquered. And those who disbelieve will be gathered unto hell;

37. That Allah may separate the wicked from the good. The wicked will He place piece upon piece, and heap them all together, and consign them unto hell. Such verily are the losers

اسرار و معارف

تقویٰ کے ثمرات

اطاعتِ نبویؐ سے ایک دلی نسبت اور قلبی کیفیت نصیب ہوتی ہے جو تقویٰ کہلاتی ہے اور یہ کیفیت گناہ اور نافرمانی سے مانع بن جاتی ہے لہٰذا اگر تم اطاعت اور تقویٰ ہی کو شعار بنا لو تو اس کی مزید برکات بھی سُن لو کہ تمہیں فرقان یعنی ایسی طاقت جو حق و باطل میں حق کو غالب کر کے فیصلہ کر دے سب پر عیاں ہو جائے نصیب ہو گی ظاہر ہے یہ نصرتِ الٰہیہ ہی ہو سکتی ہے اس کا اظہار یومِ بدر ہُوا تو اسے یوم الفرقان کہا جاتا ہے نیز اگر خلوصِ دل سے اطاعتِ الٰہی کو شعار بنا لیا جائے تو ایسے لوگوں کی مجلس بھی نصیب ہوتی ہے جن کی محفل میں انعکاسی طور پر قلبی نُور اور بصیرت نصیب ہو کر گناہ سے مانع اور حق پر استقامت کا باعث بنتی ہے اور یہ ہی بہت بڑی نصرتِ الٰہیہ ہے دُوسرا ثمرہ تقویٰ اور نیکی پر مجاہدہ اختیار کرنے کا یہ ارشاد فرمایا کہ ہزار کوشش کے باوجُود بتقاضائے بشریت اِنسان سے لغزش ہو جاتی ہے اللہ کریم ان لغزشوں کو معاف فرمائیں گے اور تیسرا ثمرہ اخروی نجات و بخشش ہے کہ اللہ کریم اپنے کرم میں ڈھانپ لیں گے اور میدانِ حشر کی پریشانی نہ اُٹھانا پڑے گی صرف یہی کچھ نہیں جو پہلے بیان ہُوا یا اب ہو رہا ہے۔ بلکہ اللہ کا کرم تو بہت وسیع ہے یہ تو ایک جھلک ہے وُہ کیا کچھ دے گا یہ تو وُہ خُود ہی جان سکتا ہے تم حقِ غلامی ادا کرتے رہو پھر کرم کے تماشے دیکھنا دارِ دُنیا میں دیکھ لو کفّارِ مکہ نے کس قدر تدبیریں کیں کہ ذاتِ رسالت مآبؐ کو نقصان پہنچائیں شہر بدر کر دیں یا قید کر لیں یا قتل کر دیں یہ ہجرت سے قبل کا واقعہ ہے جب صحابہؓ نے مدینہ کو ہجرت شروع کی اور اہلِ مدینہ کا مُسلمان ہونا مشہور ہُوا تو کفّارِ مکہ کو فکر لگی کہ یہ بات تو باہر پھیل رہی ہے اس کا مستقل تدارک کیا جانا ضروری ہے چنانچہ دارالندوہ میں جمع ہوئے جن میں تقریباً سب ہی سردار تھے ابلیس لعین بھی ایک بوڑھے آدمی کی صُورت بنا کر کھڑا ہُوا پُوچھنے پر کہا نجد سے آیا ہُوں سُنا ہے تم کوئی اہم مشورہ کرنا چاہتے ہو تو چلا آیا کہ شائد میں بھی کچھ رائے دے سکوں انہوں نے اندر بُلا لیا چنانچہ ایک رائے یہ ہُوئی کہ زنجیروں سے جکڑ کر مکان میں بند کر دیا جائے تو خُود ختم ہو جائیں گے مگر ابلیس نے رد کیا اور کہا بات چھُپ نہ سکے گی اور اُن کے جانثار ٹوٹ پڑیں

گے ممکن ہے آزاد کرالیں سب نے کہا شیخ نجدی ٹھیک کہتا ہے پھر ایک نے رائے دی کہ انہیں شہر سے نکال دیں اور باہر جو چاہیں کریں پھر یہاں داخل نہ ہونے دیں تو ابلیس ہی نے رد کر دی کہ باہر طاقت حاصل کریں گے تو تم سے شہر بھی لے لیں گے آخری رائے ابوجہل کی تھی کہ تمام قبیلوں سے ایک ایک جوان لیں اور سب ملکر انہیں قتل کر دیں تو یہ جھگڑا ختم ہو جائے گا اب رہا ان کے خاندان کا مسئلہ تو قصاص تو ہو نہ سکے گا کہ بہت سے لوگ ہوں گے کیا خبر کس کی ضرب سے موت واقع ہوئی لا محالہ دیت اور خون بہا ہوگا جو سب مل کر ادا کر دیں گے اس پر شیخ نجدی نے بھی تائید کی اور طے ہوا کہ رات کو آپؐ کے مکان کا محاصرہ کر لیا جائے علی الصبح جب نکلیں تو یکبارگی حملہ کر کے قتل کر دیا جائے ادھر یہ ہو رہا تھا اُدھر جبرائیل امین نے سب حالات عرض کر دیے اور اللہ کریم کی طرف سے ہجرت کی اجازت بھی اور پروگرام بھی پہنچا دیا چنانچہ دن کو ہی ابوبکر صدیقؓ کو ہمراہی کے لیے حکم مل گیا اور ہجرت کا وقت بھی اللہ کریم نے وہی رکھا جب کفار پہرے پر ہوں حضرت علیؓ کو بستر پر سلانے کا حکم ہوا چنانچہ آپؐ رات کو نکلے مٹھی بھر خاک سب پر پھینکی اور سورۃ یٰسین کی تلاوت فرماتے ہوئے نکلے اور چلے گئے کفار دیکھ ہی نہ سکے آپ بیت اللہ شریف آئے پھر ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف لائے اور انہیں ساتھ لے کر ہجرت کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ ادھر علی الصبح حضرت علیؓ نکلے تو کفار حیران ہو گئے کہ آپ یہاں کہاں اور محمد ﷺ کہاں ہیں انہوں نے فرمایا رات بھر تم نے پہرہ دیا ہے سوال مجھ سے کرتے ہو چنانچہ وہ خائب و خاسر ناکام ہوئے تو اسی انعام کا یہاں تذکرہ فرمایا کہ دیکھو تمام مسلمانوں پر اللہ نے کتنا بڑا احسان فرمایا کہ آپؐ کو صحیح و سالم وہاں سے بچا لیا کہ آپؐ کا وجود مبارک ہی تو سب برکات کی اصل ہے اور اللہ کی مدد کا تماشہ بھی دیکھ کیسا قادر ہے کہ کفار نے بھی بڑی مکاری سے کام لیا اور آپؐ کے خلاف سازش کا جال بُنا ابلیس لعین تک اسمیں شریک ہوا اور اللہ کریم نے بھی اس کا توڑ تدبیر ہی سے کیا اور اللہ ہی کی تدبیر سب سے اعلیٰ اور سب پر غالب ہے عالم اسباب میں اللہ کریم ہی اسباب اور ان کی تاثیرات کو پیدا فرماتے ہیں لہٰذا کفار کی تدابیر نامراد رہتی ہیں۔

نبی کی مخالفت کا اثر

اور اللہ کے نبی کی مخالفت سے جو اثر ان کے قلوب اور باطن پر مرتب ہوتا ہے وہ انتہائی نامرادی کا مظہر ہوتا ہے ایک تو تدبیر ناکام ہوئی دوسرے دل تاریک ہو کر حق کو سمجھنے کی اہلیت و استعداد کھو بیٹھا اور جب آیات الٰہی سنیں تو کہہ اٹھتے ہیں کہ اس طرح کی

باتیں ہم پہلے بھی سنتے رہتے ہیں اور یہود و نصاریٰ کی کتب میں بھی اس طرح کے قصّے ہیں جن کا اب کوئی گواہ تو ہے نہیں اگر ہم چاہیں تو ہم بھی کوئی کہانی گھڑ کر بیان کر سکتے ہیں بھلا یہ کونسا مشکل کام ہے حالانکہ قرآنِ حکیم نے کوئی بھی واقعہ محض تاریخی اعتبار سے یا واقعات نگاری کی غرض سے بیان نہیں کیا بلکہ ہر واقعہ اپنے منطقی نتائج کے اعتبار سے بیان ہوا ہے اسی لیے ایک ایک واقعہ کے متعدد ٹکڑے مختلف مقامات پر آئے ہیں یعنی جس حصّے کے نتیجہ کا اظہار مقصود تھا اتنا حصّہ ہی بیان کیا گیا ہے تاکہ سُننے والے یہ جان سکیں کہ اگر وہ بھی یہی عمل اپنائیں گے تو نتیجہ مختلف نہیں ہوگا اور کتاب اللہ کا یہ اعلان بھی موجود ہے کہ اگر اس طرح کی عبارت کہہ سکتے ہو تو ایک آیت کے مقابلہ میں ایک بات کہہ کر دکھاؤ تو اگر یہ کہہ سکتے تو ضرور کتاب اللہ کو جھٹلانے کے لیے ہاتھ پاؤں مارتے مگر نہ کر سکے محض قلب کے اُلٹ جانے کے باعث ان کی عقل نے یہ نتیجہ اخذ کیا۔

بلکہ اس سے بھی عجیب بات کہ اللہ سے دُعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اگر یہ حق ہے یعنی جو دعوٰی اور دعوت آپؐ کی ہے اگر یہ واقعی تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کسی اور دردناک عذاب میں مبتلا کر دے حالانکہ تقاضائے عقلی تو یہ تھا کہ اگر دُعا مانگنا تھی تو کہتے اے اللہ اگر یہ حق ہے تو ہمیں قبول کرنے کی توفیق عطا کر اور اگر نہیں تو اس سے بچنے کی توفیق دے مگر ان کی تو عقل ہی اُلٹ گئی کہ بیت اللہ سے لپٹ لپٹ کر اپنی ہلاکت کی دُعا کرتے ہیں۔ حالانکہ جب آپ وہاں موجود ہیں تو اللہ کریم ہرگز عذاب نازل نہ کریں گے۔

برکاتِ نبوّت ایک تو سُنتِ اللہ ہے کہ جہاں عذاب نازل فرمانا ہو وہاں سے انبیاء کو نکال لیا جاتا ہے دُوسرے آپؐ کے وجُود باجود کی برکات بھی کمال درجہ کی ہیں۔ کہ جہاں آپؐ تشریف رکھتے ہیں وہاں کفار بھی دُنیا کے عذاب سے بچے ہوئے ہیں اور اجتماعی ہلاکت سے محفوظ ہیں اگرچہ جزوی طور پر اپنی بدکرداری کے باعث متاثر ہوتے ہیں یہی وجہ مفسرین نے نقل فرمائی ہے کہ جب آپؐ کی نبوّت ہمہ گیر سب جہانوں اور زمانوں کے لیے ہے تو گویا آپؐ ہر آن تشریف رکھتے ہیں لہٰذا پوری انسانیت اجتماعی عذاب سے بچ گئی اور بعثت سے قیام قیامت تک پہلی قوموں کی طرح کے اجتماعی عذاب سے انسانیت محفوظ ہو گئی اگر آپؐ کے انوارات دِل اور لطائف صدری میں ہوں تو گناہ سے حفاظت کا سبب بنتے ہیں کہ گناہ بھی تو عذاب کی

ایک صورت ہے جو آپؐ کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ نازل نہیں فرماتے۔ دوسری وجہ ان لوگوں کا استغفار ہے جو افلاس اور کمزوری کے باعث شہر چھوڑ نہیں سکے اور مکہ مکرمہ میں ہی اللہ اللہ کر رہے ہیں۔ نیز کفار بھی طواف کرتے تو غفرانک، غفرانک کہتے تھے اور علماء نے لکھا ہے کہ کافر کی نیکی بھی دنیا میں ضرور پھل دیتی ہے اگرچہ آخرت میں اس کی کوئی قیمت نہیں۔ بہرحال آپ کا وجودِ مبارک جہاں ہو یا آپؐ کی برکات و انوارات تو یہ مانع عذاب ہیں اور آپ ﷺ کا ہونا یعنی روضہ اطہر میں زندہ ہونا اور آپؐ کی رسالت تو قیامت تک قائم ہیں یہ بحث کہ روضہ اطہر میں زندگی کیسی ہے یہاں درست نہیں بہرحال عالم کے اعتبار سے حیات برزخی ہے کہ آپؐ برزخ میں تشریف فرما ہیں اور زندہ ہونے کے اعتبار سے دنیاوی اور جسمانی حیات ہے بلکہ دنیا کی نسبت قوی تر ہے بہرحال استفادہ بھی تا قیامت کیا جا سکتا ہے اور عمومی فیض بھی ساری کائنات کو حاصل ہو رہا ہے

نبیؐ کی برکات سے کٹنے کا نتیجہ

ہاں اگر کوئی آپؐ ہی کے مقابل صف آرا ہو جائے اور آپؐ کی برکات سے کٹ جائے تو فرمایا ایسی صورت میں اللہ کیونکر عذاب نازل نہ کرے گا کہ وہ مسجد حرام سے روکنے لگیں اور پھر کفار و مشرکین کو طواف کی اجازت ہو اور رحمتِ عالم ﷺ کو منع کر دیا جائے اور لوگ آپ کے مقابلہ میں صف آرا ہوں تو عذاب الٰہی سے کیسے بچ سکتے ہیں۔ چنانچہ کفار کی تباہی کا آغاز ہوا اور تباہ ہی ہوتے چلے گئے۔ بیت اللہ سے روکنا ان کے لیے یوں بھی مناسب تھا۔ کہ وہ تھوڑے سے ہی اس کے مستحق تھے وہ اس کے متولی تو نہ تھے کہ متولی تو وہ لوگ ہیں جو متقی ہوں اور کیفیات قلبی آپ ﷺ سے حاصل کریں۔

گدی نشین

کہ یہ ولایت محض خاندانی اور نسبی نہیں بلکہ اس کا انحصار ضروری کمالات پر ہے اور یہی اصول متقدمین صوفیا میں تھا کہ محض بیٹا جانشین نہیں ہو سکتا تھا بلکہ اس کے لیے ان کمالات کا ہونا شرط تھا جو اس منصب کے لیے ضروری ہوں مگر آخر یہ بات نہ رہی تو گدیاں بھی نااہلوں کے ہاتھوں میں چلی گئیں اور ہدایت کے یہ چشمے کدلا کر باعث نقصان ثابت ہوئے۔

کفار مکہ تو جو کچھ بیت اللہ میں کرتے ہیں وہ بھی محض تماشہ اور رسومات ہیں اور سیٹیاں بجانا اور تالیاں پیٹنا ان کی عبادتیں ہیں یہ تو خود اس عذاب کے مستحق ہیں کہ انہیں رسوا کر کے یہاں سے بھگا دیا

جائے چنانچہ مختلف غزوات میں اللہ کی طرف سے عذاب نازل ہُوا اور بلآخر مکہ مکرمہ سے ہمیشہ کے لیے کفّار و مشرکین کو نکال دیا گیا اور بجا ارشاد فرمایا یہی عذاب الٰہی کی صُورتیں ہیں ان کو بھگتو جبکہ آخرت کے عذاب تمہاری راہ دیکھ رہے ہیں یہی حال نااہلوں کی گدی نشینی سے ہوتا ہے کہ ذکر اذکار اور احوال و کیفیات قلبی کی جگہ رسومات و بدعات اور خرافات اختیار کر کے خُود بھی تباہ ہوتے ہیں اور متعلقین کو بھی گمراہ کر کے تباہی سے دوچار کرتے ہیں۔

کفر ہمیشہ ناکام کفر کا نتیجہ اور بوجہ کفر عقل کا اندھا پن دیکھئے کہ اللہ کی راہ سے رُکنے کے لیے مال بھی خرچ کرتے ہیں بدر و اُحد میں لشکروں کی تیاری پھر تب سے لے کر آج تک کُفّار کی خلافِ اسلام کوششوں پہ بے شمار اخراجات کتنی عجیب بات ہے کہ اللہ نے مال دیا عقل دیا اعضاء دیئے یہ اسی کی اور اس کے دین کی مخالفت پہ خرچ کرتے ہیں نتیجہ یہ ہوگا کہ اُن کا مال ضرور خرچ ہو جائے گا۔ کوشش اور محنت ضرور خرچ ہوگی مگر یہ سب کچھ اُن پر حسرت ہی کا سبب بنے گا کہ ناکامی ان کا مقدر بن چکی ہمیشہ شکست سے دوچار ہوں گے اور اپنے مال اور وقت نیز کوشش کے ضائع ہونے پر حسرت کریں گے اور اللہ کی شان اب تک کفر کی ساری کوششیں مسلسل ناکام نامراد ہی ثابت ہُوئیں اور اللہ کا دین قائم رہا قائم ہے اور انشاء اللہ قائم رہے گا دُنیا کی ذلّت اور نامُرادی کے بعد آخرت کا حال اور بھی حسرتناک ہوگا کہ کافروں کو ہمیشہ کے لیے جہنم میں جھونک دیا جائے گا اس لیے کہ ہر شے اور ہر فعل کا ایک منطقی نتیجہ ہوتا ہے تو ظاہر ہے ناپاک کوشش پہ مُبارک اور پاک پھل تو نہیں لگے گا اسی طرح اللہ کریم پاک اور نیک کوشش پر ناکامی کا غلیظ پھل تو نہ لگائیں گے بلکہ انصاف کریں گے اور ناپاک مال ناپاک اعمال اور ناپاک ارادوں کو پاک سے الگ کر کے یکجا کر دیا جائے گا اور یہ سارا ڈھیر جہنم کا ایندھن بنے گا اور ایسے ہی لوگ بہت زیادہ نقصان میں رہیں گے لہٰذا آج بھی ذرائع آمدن، مال، ارادے اور اعمال کو پرکھتے رہنا ضروری ہے بدکردار کا انجام نیکو کاروں کے ساتھ نہ ہوگا اور رسُومات کبھی کیفیات نہ پا سکیں گی نیز سب سے بڑا خسارہ یہی ہے کہ انسان ساری عمر کوشش اور محنت کرتا رہے مال بھی لگائے اور پھر اس سب کچھ سمیت اسے جہنم میں جانا پڑے اللہ کریم اس نقصانِ عظیم سے اپنی پناہ میں رکھے۔ امین

رکوع نمبر ۵ — آیات ۳۸ تا ۴۱

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ

اے پیمبر کفار سے کہدو کہ اگر وہ اپنے افعال سے باز آجائیں تو جو ہو چکا انہیں معاف کر دیا جائیگا اور اگر پھر وہی حرکات کرنے لگینگے تو اگلے دنوں کی طریق جاری ہو چکا ہے وہی انکے حق میں برتا جائیگا (۳۸)

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۳۹

اور ان لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (یعنی کفر کا فساد) باقی نہ رہے اور دین سب خدا ہی کا ہو جائے اور اگر باز آجائیں تو خدا ان کے کاموں کو دیکھ رہا ہے (۳۹)

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝۴۰

اور اگر روگردانی کریں تو جان رکھو کہ خدا تمہارا حامی ہے وہ خوب حمایتی اور خوب مددگار ہے (۴۰)

38. Tell those who disbelieve that if they cease (from persecution of believers) that which is past will be forgiven them; but if they return(thereto) then the example of the men of old hath already gone (before them, for a warning).

39. And fight them until persecution is no more, and religion is all for Allah. But if they cease, then lo! Allah is Seer of what they do.

40. And if they turn away, then know that Allah is your Befriender—a transcendent Patron, a transcendent Helper'

اسرار و معارف

مگر اللہ کے کرم کی تو انتہا نہیں آپؐ کفار سے بھی کہدیجئے کہ اگر وہ اب بھی باز آجائیں تو جو ہو چکا اللہ کریم وہ معاف کر دیں گے کافر اگر اللہ کا دین قبول کرلے تو اسلام میں داخل ہونا گذشتہ تمام جرائم کو مٹا دیتا ہے مگر اسلام کا داخلہ یہ ہے کہ کفر کو چھوڑ بھی دے یہ اسلام نہ ہوگا کہ کہہ دے آپؐ کی بات قبول کرتا ہوں اور پھر بتوں کو سجدے بھی کرتا رہے لہذا فرمایا کہ وہ باز آجائیں کفر اور اس کے کردار و اعمال کو چھوڑ دیں تو اگر کافر باز آکر بچ سکتا ہے۔

توبہ تو مومن کی توبہ تو بدرجہ اولیٰ قبول ہوتی ہے مگر حقیقی توبہ یہی ہے کہ کردار کی اصلاح کی جائے اور گناہ کو ترک کرکے اللہ سے مغفرت طلب کی جائے لیکن اگر عملی زندگی یا کردار وہی سابقہ ہے تو پہلے لوگوں کے نتائج بھگتنے پڑے وہ قانون قدرت کی وضاحت کے لیے کافی ہیں اگر کفار اپنی عادات سے رکنے والے نہیں تو مومن کو بھی مقابلہ سے جان نہیں چھڑانا چاہیں تو مومنین کے مقابل قتال جاری رکھیں تاوقتیکہ ان کی شوکت ٹوٹ جائے اور اللہ کے دین کو غلبہ نصیب ہو۔

جہاد کا حکم

علمائے تفسیر نے یہاں لکھا ہے کہ جہاد ہمیشہ کے لیے فرض ہے اگر کفّار قتال کریں - یا مسلمانوں کو ایذا دیں تو مقابلہ بھی قتال سے اور میدان میں ہوگا اسی طرح تحریر و تقریر ہر میدان میں مومن پہ اللہ کے دین کی نصرت فرض ہے اور کفّار سے مقابلہ ضروری اور ہر میدان میں اسلام کو غالب رکھنے کی کوشش مسلمانوں پہ ہمیشہ فرض ہے چہ جائیکہ یہ خود کفّار سے مرعوب ہو کر شکل و صورت ریش خوراک اور علمی و فکری میدان میں اُسے اپنا لیں کہ جو محض کفار کی تقلید ہو تو یہ سب حرام ہے ہاں جدید علوم کو مسلمان معاشرے کے غلبہ کے لیے حاصل کرنا اور ہر میدان میں خواہ وہ تحقیق کا ہو یا عمل کا کفّار کے مقابل ہونا وصفِ مسلمانی ہے۔

ہاں اگر کفّار باز آجائیں یعنی مسلمانوں کو ایذا دینے سے رُک جائیں یا اسلام کی مخالفت سے رک جائیں تو محض اُنہیں تنگ کرنا مسلمانوں کا نہ تو مقصد ہے نہ شیوۂ اسلام اور اگر وہ اس طرح کوئی منافقانہ روش اپنانا چاہتے ہیں تو اللہ کریم ان کے کردار سے واقف ہے یعنی انسان کو یا مسلمان کو تو دھوکا دیا جا سکتا ہے مگر وہ اللہ کو دھوکا نہیں دے سکتے - لہٰذا اگر وہ بظاہر امن کی کوشش کرتے رہیں اور مسلمانوں کو دھوکہ دے کر تباہ کرنا چاہیں اور اپنے صلح ناموں سے پھر جائیں تو گھبرانے کی ضرورت نہیں کہ مسلمانوں کو یہ پختہ یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ ان کا مددگار ہے اور ان کی مدد و حفاظت کرنے والا ہے اور بہترین مددگار اور معاون اللہ ہی تو ہے اگر کفّار سازشیں بھی کریں انکے پاس اسباب وغیرہ بھی ہوں بیشک ہوا کریں مسلمان اللہ کے بھروسے پر جس میدان میں قدم رکھیں گے اللہ کی مدد ساتھ ہوگی جو کامیابی کی ضمانت ہے۔

آیات ۴۱ تا ۴۴ وَاعْلَمُوْٓا ۱۰/۱

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴۱﴾ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْیَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ

اور جان رکھو کہ جو چیز تم کفار سے لوٹ کر لاؤ اس میں سے پانچواں حصہ خدا کا اور اسکے رسول کا اور اہل قرابت کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے۔ اگر تم خدا پر اور اس نصرت پر ایمان رکھتے ہو جو حق و باطل میں فرق کرنیکے دن اپنی بندے محمد پر نازل فرمائی۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے ﴿۴۱﴾ جس وقت تم مرنے سے قریب ناکے پر تھے اور کافر دوسرے

41. And know that whatever ye take as spoils of war, lo! a fifth thereof is for Allah, and for the messenger and for the kinsman (who hath need) and orphans and the needy and the wayfarer, if ye believe in Allah and that which We revealed unto Our slave on the Day of Discrimination, the day when the two armies met. And Allah is Able to do all things.

42. When ye were on the near bank (of the valley) and they were on the yonder bank, and the caravan below you (on the coast plain.

And had ye trysted to meet one another ye surely would have failed to keep the tryst, but (it happened, as it did, without the forethought of either of you) that Allah might conclude a thing that must be done; that he who perished (on that day) might perish by a clear proof (of His sovereignty) and he who survived might survive by a clear proof (of His sovereignty). Lo! Allah in truth is Hearer, Knower.

43. When Allah showed them unto thee (O Muhammad) in thy dream as few in number, and if He had shown them to thee as many, ye (Muslims) would have faltered and would have quarrelled over the affair. But Allah saved (you). Lo! He knoweth what is in the breasts (of men).

44. And when He made you (Muslims), when ye met (them), see them with your eyes as few, and lessened you in their eyes, (it was) that Allah might conclude a thing that must be done. Unto Allah all things are brought back.

القصوى والركب اسفل منكم ولو
تواعدتم لاختلفتم في الميعد ولكن
ليقضي الله امرا كان مفعولا
ليهلك من هلك عن بينة ويحيى
من حي عن بينة وان الله لسميع
عليم ﴿٤٢﴾

ناکے پر اور قافلہ تم سے نیچے اتر گیا تھا اور اگر تم (جنگ کیلئے)
آپس میں قرار داد کر لیتے تو وقت معین پر جمع ہونے میں تقدیم تاخیر
ہو جاتی لیکن خدا کو منظور تھا کہ جو کام ہو کر رہنے والا تھا اسے
کر ڈالے تاکہ جو مرے بصیرت پر (یعنی یقین جان کر) مرے اور جو
جیتا رہے وہ بھی بصیرت پر (یعنی حق پہچان کر) جیتا رہے۔
اور کچھ شک نہیں کہ خدا سنتا جانتا ہے ﴿٤٢﴾

اذ يريكهم الله في منامك قليلا ولو
اراكهم كثيرا لفشلتم ولتنازعتم
في الامر ولكن الله سلم انه عليم
بذات الصدور ﴿٤٣﴾

اُس وقت خدا نے تمہیں خواب میں کافروں کو تھوڑی تعداد میں
دکھایا اور اگر بہت کر کے دکھاتا تو تم لوگ جی چھوڑ دیتے اور
(جو) کام درپیش تھا اُس میں جھگڑنے لگتے لیکن خدا نے
(تمہیں اس سے) بچا لیا بیشک وہ سینوں کی باتوں تک سے واقف ہے ﴿٤٣﴾

واذ يريكموهم اذ التقيتم في اعينكم
قليلا ويقللكم في اعينهم ليقضي الله
امرا كان مفعولا والى الله ترجع الامور ﴿٤٤﴾

اور اُس وقت جب تم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو کافروں کو تمہاری نظروں
میں تھوڑا کر کے دکھایا تھا اور تمہاری نگاہوں میں تھوڑا کر کے دکھایا تھا
تاکہ خدا کو جو کام کرنا منظور تھا اسے کر ڈالے اور سب کاموں کا رجوع خدا ہی کی طرف ہے ﴿٤٤﴾

اسرار و معارف

جب جہاد کے میدان کی بات ہوئی تو غنیمت کا مسئلہ ارشاد فرما دیا گیا غنیمت وہ مال ہوتا ہے جو فتح کے نتیجہ میں کفار سے ہاتھ آئے یہ تو فطری بات ہے کہ شکست کھانے والا لشکر مال و منال بہت کچھ کھو بیٹھتا ہے۔ اور فاتح اسے اپنا حق سمجھتے ہیں مگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے جب کبھی جہاد کیا اور کفار کا مال ہاتھ لگا تو اُسے میدان میں جمع کر دیا جاتا تھا آسمان سے آگ آتی شعلہ لپکتا اور وہ مال راکھ ہو جاتا یہ بات قبولیت جہاد اور خلوص کی دلیل بھی تھی اگر لوگوں نے جہاد کا حق ادا نہ کیا ہوتا یا زیادتی کی ہوتی تو یہ مال جلانے آسمان سے آگ یا بجلی نہ آتی تھی۔ غزوۂ بدر وہ پہلا جہاد تھا جو باقاعدہ ایک فوج کی صورت میں امتِ مرحومہ نے اللہ پاک کی اجازت سے کیا اور اس میں بے شمار فضیلتوں کے ساتھ یہ خصوصیت بھی آپؐ کو عطا ہوئی کہ مالِ غنیمت جلائے جانے کی بجائے مجاہدین پر حلال کر دیا گیا وہ کیسے تقسیم ہو گا تو فرمایا سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ مالِ غنیمت خالص اللہ کی طرف سے بطور انعام عطا ہوا ہے آپؐ کے لیے اور آپ کی اُمت کے لیے یوں تو ساری کائنات اسی کی ہے

مگر کچھ عارضی قوانینِ ملکیت اسی کے راجح کردہ ہیں کوئی چھوٹی ہو یا بڑی چیز تو اس کی تقسیم یوں ہوگی کہ پانچواں حصہ اللہ کے لیے ہے چار حصے مجاہدین پر تقسیم ہوں گے۔ اور پانچواں حصہ خالص اللہ کے لیے پھر اللہ کے رسولؐ کے لیے اور اُن کے قرابت داروں کے لیے یتیم، مساکین اور مسافروں کے لیے ہوں گے یعنی مال خاص اللہ کا ہوگا جس میں سے خرچ کرنا یہ اللہ کے رسولؐ کا کام ہے اپنی ضرورت پر اپنے اقارب کی ضروریات پر یا یتیموں مساکین اور مسافروں پر مفسرین کرام کے مطابق ربِّ جلیل نے غنیمت کے مال سے پانچواں حصہ اپنے نام یعنی بیت المال میں لیکر اس کی تقسیم رسول اللہؐ کی صوابدید پر چھوڑ دی اور مصارف مقرر فرما دیئے کہ ان قسموں کے اندر اسے اللہ کی راہ میں یعنی ریاست کی ضرورت پر خود نبی کریمؐ کے ذاتی مصارف یا آپؐ کے اقربا کی ضروریات پر چونکہ زکوٰۃ کے مال سے نبی رحمتؐ اور آپؐ کے اقارب کو منع فرما دیا گیا اس لیے کہ اس مال کو اوساخ الناس یعنی میل کچیل کہا گیا ہے جو شانِ نبوت اور آپ کے اقربا کی شان کے لائق نہ تھا اس کے مقابل غنیمت کو اطیب الاموال سب سے پاکیزہ مال فرمایا کہ براہِ راست ذاتِ باری سے نصیب ہوتا ہے تو اس میں ان ضروریات کو مقدم رکھا نیز یتیم مساکین اور مسافر بھی مستحقین میں شمار فرمائے یہ ضروری نہیں کہ سب میں برابر تقسیم ہو یہ آپؐ کی عطا پر ہے کہ ان کی ضروریات ملاحظہ فرما کر جو عطا فرما دیں اسی لیے حضرتِ فاطمہؓ نے جب ایک خادم کے لیے عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اہلِ صفہ زیادہ ضرورتمند ہیں انہیں کی ضروریات پوری کی جائیں گی ان سے زیادہ اقارب میں کون تھا مگر آپؐ کی رائے عالی کا فیصلہ ہی اللہ کو پسند ہے اور یہ اختیار آپؐ کو بخشا ہے یاد رہے خمس مالِ غنیمت میں یعنی جو مال کفار سے جہاد کے ذریعے حاصل ہو اسمیں ہے شیعہ نے اُسے تمام مال میں زکوٰۃ کا قائم مقام قرار دے کر غلط کیا ہے آپؐ کے بعد خلفاء راشدین ضرورت مند ذوی القربیٰ میں تقسیم فرمایا کرتے تھے بلکہ سیدنا فاروقِ اعظمؓ تو حضرت علیؓ کو متولی بنا کر اُن سے تقسیم کراتے تھے مگر اکثر ذوی القربیٰ بھی باقی چار حصے جو مجاہدین میں تقسیم ہوتے تھے ان کی وجہ سے محتاج نہ رہے تھے بلکہ محتاج کیا بہت زیادہ امیر ہو گئے تھے۔ فرمایا اگر تمہیں اللہ کے ساتھ ایمان نصیب ہے اور اس غیبی امداد پر جو اللہ کریم نے اپنے بندے پر اس دن اُتاری تھی جو فیصلہ کا دن تھا یوم الفرقان جس نے حق و باطل میں ہر طرح سے فرق ظاہر کر دیا کہ حق غالب رہا اور باطل نے منہ کی کھائی اور معرکہ

بدر اس روز سے لیکر قیامت تک اعلائے کلمۃ اللہ کی بُنیاد بن گیا اور یہی دن تھا جس سے دائمی ابدی حقیقی انقلاب کی بُنیاد علی الاعلان استوار ہُوئی اور انشاء اللہ ہمیشہ قائم رہے گی وُہ فیصلے کا دِن جب حق والے ایک طرف تھے اور اور باطل دُوسری طرف تھا سرمیدان دونوں نے ارمان نکالے اور نصرت الٰہیہ کا پتہ چل گیا کہ اللہ کس کے ساتھ ہے یہ اتنا بڑا انقلاب تھا کہ صرف اللہ ہی کی مدد سے یہ ہو سکا کہ وُہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔ ورنہ محض مادی وسائل یا انسانی تدابیر سے یہ سب کچھ ہرگز ممکن نہ تھا مالِ غنیمت اسی کی عطا ہے گویا یہ سبق بھی ہے کہ اگر مالِ غنیمت میں کوئی بد دیانتی کی گئی تو اللہ کی مدد سے محرومی کا خطرہ موجُود ہے۔

تائید باری اور مالِ غنیمت

اور خلافتِ راشدہ میں روئے زمین اور اقوامِ عالم کا مسخر ہو جانا تائید باری کی واضح دلیل ہونے کے ساتھ اس بات کی دلیل بھی ہے کہ مالِ غنیمت اللہ اور اس کے رسُولؐ کی پسند کے مطابق خرچ فرماتے رہے ورنہ اللہ کی حمایت حاصل نہ کر سکتے۔ شیعہ حضرات جو اہلِ بیت کے حقوق کا رونا روتے ہیں یہ محض ان کی افسانہ تراشی ہے خُود تو سارا اسلام بدل کر نئے ارکان ایجاد کر لیے اور دُوسری طرف مُسلمان ہونے کا دعوٰی بھی ہے اور اعتراض صحابہؓ پر کرتے ہیں

بہرحال یہاں غزوۂ بدر کا پُورا نقشہ بیان فرمایا اور وُہ معجزات جو بظاہر نظر نہیں آتے ارشاد فرما کر وُہ بہت بڑا نتیجہ جو اس کا حاصل تھا ارشاد فرما دیا کہ جب تم لوگ یعنی مُسلمان اس کنارے پر تھے اور مشرکینِ مکہ میدان کی پرلی طرف کے کنارے پر اور قافلہ تم لوگوں سے نیچے ہو کر تقریباً تین میل کے فاصلہ سے ساحلِ سمندر سے گذر رہا تھا تو یہ صُورت حال ایسی تھی کہ کوئی فوج بھی لڑنے کی پوزیشن میں نہ تھی مُسلمان تعداد میں کم تھے اسلحہ نہ ہونے کے برابر کھانے کو کچھ نہیں میدانِ بدر کا جو حصّہ مُسلمانوں کے پاس تھا وہاں پانی بھی نہ تھا بلکہ دُور تھا اور زمین بہت زیادہ ریتلی جس میں قدم اُٹھانا دشوار نیز قافلہ بھی بچ کر گذر گیا تو بظاہر کوئی صُورت جنگ کرنے کی نہ تھی دُوسری طرف مشرکین تعداد اسلحہ اور راشن وغیرہ کی کمی سے تو دوچار نہ تھے مگر جس قافلے کی مدد کو نکلے تھے وُہ تو بچ کر گذر گیا اور انہیں اس کی خبر بھی ہو گئی اب انہیں لڑنے کی ضرورت نہ تھی اور آپ کے معجزات وُہ دیکھ چکے تھے مکی زندگی میں ان کی کوششیں کس کس طرح ناکام ہُوئیں شبِ ہجرت کیسے ذلیل ہوئے پھر راستے میں تلاش کرنے کی ساری کوشش کیسے نامرادی سے دوچار ہوئی تو اب انہیں یوں لڑنے کی ضرورت

نہ تھی البتہ اگر واپس جاتے منصوبہ بندی کرتے تو بات اور ہوتی یہ سب صورتِ حال اس بات کا تقاضا کرتی کہ اگر تم دونوں فریق وعدہ کر کے بھی آتے تو یہاں آکر ارادے بدل دیتے اور وعدۂ جنگ پورا نہ کرتے کہ بظاہر کسی کو اپنا نفع نظر نہیں آرہا تھا۔ اُلٹا ہلاکت کا خطرہ موجود۔

اللہ کریم جو کام کرنا چاہیں اس کے لیے اسباب مہیّا فرما دیتے ہیں

لیکن اللہ کریم اس کام کو کرنا چاہتے تھے ایسی حالت میں کہ حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے لہٰذا مادی اسباب میں سے کوئی ایسا سبب مسلمانوں کی طرف نہ ہو جس کو فتح کا باعث قرار دیا جا سکے اور مادی اعتبار سے کوئی کمی لشکرِ کفار میں بھی نہ ہو جو شکست کا سبب قرار پائے بلکہ یہ واضح ہو جائے کہ فتح صرف اور صرف اللہ کی مدد اور تائید غیبی کے باعث ہوئی جو آپ کی نبوت کی صداقت اور اسلام کے حق ہونے کی دلیل ہے اور اہلِ مکہ کو شکست صرف اللہ کے غضب اور ناراضگی کی وجہ سے ہوئی جو ان کے باطل پر ہونے کا ثبوت ہے تاکہ جسے ہلاک ہونا ہو یعنی گمراہ ہی رہنا ہو اُسے بھی غلط فہمی نہ رہے۔ واضح دلائل کے بعد اگر موت بھی قبول کرتا ہے

موت و حیات

تو اس کی اپنی پسند یہاں موت سے مراد کفر اور حیاتِ درون یعنی قلب کی زندگی سے محرومی ہے اور قرآنِ حکیم نے متعدد مقامات پر ایسی حالت کو موت ہی کہا ہے اور جسے زندگی نصیب ہو یا جو حیات کو پانا چاہے تو اس کے پاس بھی دلیل ہو۔ یہاں حیات اور زندگی سے مراد بھی نورِ ایمان اور کیفیاتِ قلب ہیں کہ جو پانا چاہے اسے تلاش میں کوئی دشواری نہ ہو اہلِ حق ستاروں کی مانند روشن ہو کر سامنے آجائیں۔

دارِ دُنیا میں اہلِ اللہ کی مدد کیلئے بھی انبیاء مہیّا ترکِ سبب درست نہیں

اللہ کریم تو سب کی سنتے بھی ہیں کہ کوئی کیا مشورہ کر رہا ہے یا کیا ارادے باندھتا ہے بلکہ جانتے ہیں کہ کس کے اندرونِ دل کیا چھپا ہے اس کے مطابق ہی نتائج پیدا فرماتے ہیں۔ اہلِ مکہ کا باطن بھی عیاں تھا اور مسلمانوں کے دلوں کی خواہشات بھی روشن چنانچہ اہلِ حق کی مدد فرمائی اور ایسے اسباب پیدا فرما دیئے کہ ان کی عظمت سارے

عالمِ اسلام پہ واضح ہو جائے۔ مثلاً قافلے کی اطلاع مسلمانوں کا اسے روکنے کا فیصلہ۔ پھر اس کی خبر اہلِ مکہ کو ان کا اس کی حفاظت کے لیے نکلنا اور پھر قافلے کا بچانا اور دونوں لشکروں کو آمنے سامنے پہنچا دینا اور پھر آپؐ کو خواب میں کفار کی تعداد بہت کم کر کے دکھانا جس کی تعبیر آپؐ نے کفار کی ناکامی سے لی اور صحابہؓ بہت خوش ہوئے اور حوصلہ پایا کہ اگر آپؐ کفار کو شان و شوکت میں ملاحظہ فرماتے تو جب آپؐ خدام سے بیان فرماتے تو فطرتاً یہ بات ایسی تھی کہ جہاد اور مقابلے پہ اتفاق نہ ہو پاتا بلکہ کچھ لوگ جوش میں کہتے کہ لڑنا چاہیئے کچھ ہوش استعمال کرتے کہ لڑنا مناسب نہیں اس طرح اختلاف کمزوری کا باعث بنتا۔

اہل اللہ میں بھی فطرتِ انسانی کے تقاضے بدستور ہوتے ہیں

لیکن اللہ نے آپؐ کے خواب مبارک کو ہی اس سب خطرے سے سلامتی کا سبب بنا دیا اور مسلمانوں کو ایسی آزمائش سے بچا لیا اس لیے کہ وہ دلوں کے بھید جانتا ہے۔ تہ دل میں جو خلوص تھا اس کو قبول فرمایا اور ایسے اسباب پیدا فرمائے کہ مسلمانوں کو ابتلا سے سلامتی نصیب ہوئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ اہلِ اللہ کوئی مافوق الفطرت لوگ نہیں ہوتے۔ ان کے احساسات و جذبات بھی بالکل انسانی جذبات ہی ہوتے ہیں۔ ہاں اللہ کریم کبھی اسباب کو ان کے مزاج کے مطابق بنا دیتے ہیں یا پھر انہیں قوتِ برداشت عطا کر دیتے ہیں اور کبھی دونوں صورتیں مہیا فرما دیتے ہیں جیسے یہاں میدانِ بدر میں دونوں صورتیں عطا فرما دیں اور یہ انعام خلوصِ قلبی پہ مرتب ہوتے ہیں۔

آپؐ کے خواب کے بعد جب دونوں لشکر آمنے سامنے تھے تو پھر یہ اہتمام فرمایا کہ مسلمانوں کو کفار کی تعداد کم کر کے دکھائی حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اہلِ مکہ کی تعداد ۹۰ ہوگی تو اس نے کہا غالباً سو ہونگے حالانکہ ان کی تعداد ایک ہزار تھی اسی طرح تمہاری تعداد اگرچہ کفار کے مقابلہ میں بہت کم تھی مگر پھر مزید کم کر کے کفار کو دکھائی گئی جیسا کہ روایت میں ہے کہ ابوجہل نے مسلمانوں کو دیکھ کر کہا کہ اتنے آدمی ہونگے جن کی خوراک ایک اونٹ ہو اور عرب ایک اونٹ سو آدمی کی خوراک شمار کرتے تھے۔ اللہ کریم کی قدرت دیکھئے بغیر کسی سبب کے سب کچھ کر سکتا ہے مگر کتنے اسباب مہیا فرمائے گذشتوں کا نزول مقابل لانے کے اسباب۔ میدان میں اترنے کے اسباب گویا سنت اللہ ہے کہ عالمِ اسباب میں ترکِ سبب بلا ضرورت شرعی نہ کیا جائے۔

اللہ سے یہ سب اسباب اس لیے جمع فرما دیئے کہ اللہ جو کرنا چاہتے ہیں یعنی اسلام اور مسلمانوں کا عند اللہ محبوب ہونا اور کفار اور صحابہؓ کے مخالفین کا اللہ کے غضب کی زد میں ہونا ان امور کی وضاحت کر دی جائے تا قیامت اہلِ حق اس فریق کے نقوشِ کفِ پا اپنا لیں جو حق پر تھے اور تباہ ہونے والے یہ نہ کہہ سکیں کہ بظاہر کوئی دلیل نظر نہیں آئی اور سب چیزوں اور تمام امور کو اللہ کی بارگاہ میں ہی لوٹ کر جانا ہے یعنی چیزیں ہوں یا اسباب کیفیات سب اسی کے ارادے اور اسی کے حکم کے تابع ہیں۔

رکوع نمبر ۶ آیات ۴۵ تا ۴۸ وَاعْلَمُوْٓا ۱۰/۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا
وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾
وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا
فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۴۶﴾
وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ
بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۴۷﴾
وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَ
قَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَ
اِنِّىْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَاۗءَتِ الْفِئَتٰنِ
نَكَصَ عَلٰي عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ
مِّنْكُمْ اِنِّىْٓ اَرٰي مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّىْٓ اَخَافُ
اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾

اے مومنو! جب کفار کی کسی جماعت سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو
اور خدا کو بہت یاد کرو تاکہ مراد حاصل کرو ﴿۴۵﴾
اور خدا اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ
کرنا کہ ایسا کرو گے تو تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا
رہیگا اور صبر سے کام لو کہ خدا صبر کرنے والوں کا مددگار ہے ﴿۴۶﴾
اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو اترائے ہوئے یعنی حق کا مقابلہ کرنے
کیلئے اور لوگوں کو دکھانے کیلئے گھروں سے نکل آئے اور لوگوں کو خدا کی
راہ سے روکتے ہیں اور جو اعمال یہ کرتے ہیں وہ ان پر احاطہ کئے ہوئے ہے ﴿۴۷﴾
اور جب شیطانوں نے انکے اعمال کو آراستہ کر دکھلائے اور کہا کہ آج کے ان
لوگوں میں کوئی تم پر غالب ہوگا۔ اور میں تمہارا رفیق ہوں لیکن جب
دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوئیں تو پسپا ہو کر
چل دیا۔ اور کہنے لگا کہ مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں میں تو ایسی
چیزیں دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے مجھے تو خدا سے ڈر لگتا ہے
اور خدا سخت عذاب کرنے والا ہے ﴿۴۸﴾

45. O ye who believe! When ye meet an army, hold firm and think of Allah much, that ye may be successful.

46. And obey Allah and His messenger, and dispute not one with another lest ye falter and your strength depart from you; but be steadfast! Lo! Allah is with the steadfast.

47. Be not as those who came forth from their dwellings boastfully and to be seen of men, and debar (men) from the way of Allah, while Allah is surrounding all they do.

48. And when Satan made their deeds seem fair to them and said: No one of mankind can conquer you this day, for I am your Protector. But when the armies came in sight of one another, he took flight, saying: Lo! I am guiltless of you. Lo! I see that which ye see not. Lo! I fear Allah. And Allah is severe in punishment.

اسرار و معارف

جنگ اور جہاد

اسلام نے جنگ کو بھی جہاد میں بدل دیا اور ایک بالکل نیا فلسفہ عطا فرمایا جنگ تو اقوام عالم میں پہلے سے عام تھی اسلام نے اس میں ایک بہت بڑی

تبدیل یہ کر دی کہ جنگ میں مخالف کو تباہ کرنا، اُس کی طاقت کو ختم کرنا اور اسے ذلیل و رسوا کرنا لوٹ مار آگ لگا دینا وغیرہ سب اُمور ہوتے تھے۔ اسلام نے جہاد کا لفظ دیا جو جُہد یعنی کوشش اور محنت سے بنا ہے اور جہاد سے مراد مخالف کی اصلاح اور اس کی بھی بہتری چاہنا ہے۔ اسی لیے آپ اسلامی افواج کو دی گئی ہدایات کا مطالعہ کریں تو یہ ملے گا کہ کسی نہتے آدمی پر تلوار نہ اُٹھائی جائے۔ فصل خراب نہ کیے جائیں۔ درخت نہ کاٹے جائیں عبادت خانوں اور عابدوں کو نہ چھیڑا جائے۔ مخالف اسلام قبول کرلے تو تمام اسلامی حقوق فوراً دیئے جائیں یا اللہ کی عظمت قبول کرکے جزیہ ادا کرے تو اپنے مذہب پر امن سے رہ سکتا ہے۔ یعنی محض کسی قوم ملک یا فرد کو نیچا دکھانا یا اس کا مال اور ملک چھین لینا تو جنگ تھی اور اسی کی بہتری کے لیے یا اس کے شر سے اللہ کے بندوں اور اس کے دین کو بچانے کے لیے ضروری حد تک تلوار چلانا جہاد کہلایا اور یہ ایک عظیم عبادت قرار پایا۔ نیز یہ ایسی ضرورت ہے جس کے بارے یہ کہنا کہ اب جہاد منسوخ ہو گیا خود جہاد سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ یہاں جہاد کے قواعد ارشاد ہو رہے ہیں کہ اگر کسی جماعت سے مقابلہ آجائے بغیر لڑائی کے کوئی چارہ نہ ہو تو میدان میں اُترنے کے بعد جم جاؤ اور ثابت قدم رہو۔ یہ وہ بات ہے جو ہر قوم اپنے جنگی دستوں سے بھی کہتی ہے اور اس کی اُمید بھی رکھتی ہے کہ یہی اصل قوت ہے۔ اسلحہ اور ہتھیار تو بعد میں آتے ہیں۔

ثباتِ قدم کا ذریعہ

مگر اس کا سبب ہر قوم گرما گرم تقریروں، اسلحہ اور افرادی قوت قومی تفاخر وغیرہ کو بناتی ہے جبکہ قرآنِ حکیم نے اس کے لیے کثرتِ ذکر کا حکم دیا ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ ذکر سے مراد ہر وہ کام ہے جو شریعت کے مطابق کیا جائے یہ عملی ذکر ہے۔ ان سے حق کی دعوت حق پر ثابت قدم رہنے کی تلقین اور نعرہ ہائے تکبیر جو میدان جنگ کا حصہ ہیں یہ ذکر لسانی ہے۔ اور یہ سب کچھ تو ہر حال ہوتا ہے۔ تمام ظاہری اعمال میں میدان جہاد میں جان کا نذرانہ لے کر صف آرا ہونا بہترین عمل ہے اور جہاد کی تلقین جوش و جذبہ کی تائید اور صفوں کی ترتیب کے احکام بہترین ذکر لسانی ہے جس کے ساتھ یہ ذکر کے لیے صرف ذکر قلبی رہ جاتا ہے جو عین میدان جہاد اور جنگ کے بھڑکتے شعلوں میں بھی ضروری ہے کہ دشمن کے لیے قلبی طور ثابت رہنے کا بہترین سبب ہے۔ جب دل ثابت ہوگا تو قدم بھی ثابت رہ سکیں گے دوسری طرف حصول فلاح یعنی کامیابی تک پہنچنے کا زینہ بھی ہے لہٰذا اس کی کثرت کا حکم دیا گیا

ذکر قلبی عمل کی بُنیاد فراہم کرتا ہے

دراصل قلبی ذکر ہی خالص عمل کی بُنیاد فراہم کرتا ہے۔ اور ذاکرین میں دوسروں کی نسبت کام کرنے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے مگر افسوس کہ مسلمانوں نے یا تو ذکرِ قلبی کھو دیا اور اسے چھوڑ بیٹھے یا نام نہاد صوفیوں اور جعلی پیروں سے اس نام پر لُٹتے اور وقت اور قوت کو ضائع کرتے رہے کم ہی خوش نصیب ہونگے جنہیں یہ نعمت اصل صورت میں نصیب ہوئی۔ اللہ کریم اسے مسلمانوں میں پھر سے عام کرے۔ آمین۔

اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے رہو کہ جہاد ہو یا عبادت ذکر ہو یا مجاہدہ سب کا حاصل یہ ہے کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کی توفیق اور طاقت نصیب ہو لہٰذا ہر وہ محنت ہر وہ کام اور ہر وہ جہاد نیز ہر وہ ذکر بھی دُرست نہ ہے گا۔ جو اطاعت کے دائرے سے باہر لے جائے کہ مقصد اطاعتِ الٰہی کے درجۂ کمال کو حاصل کرنا ہے جو اطاعتِ رسولؐ پر منحصر ہے۔ لہٰذا جنگ کا مقصد اور ہوتا ہے اور جہاد کا اور یعنی کمالِ اطاعت کا حصُول

اختلافِ رائے

نیز جھگڑا نہ کرو اس سے مراد ہے کہ جہاں مختلف افراد جمع ہوں گے۔ یقیناً مختلف آراء بھی ہوں گی مگر اپنی رائے کو دُوسرے پر ٹھونسنے کی کوشش نہ کرو کہ یہ جھگڑا ہے یعنی اختلافِ رائے تو ہو سکتا ہے۔ مگر رائے دینے کے بعد جو فیصلہ یا حکم امیر دے اس کی تعمیل ہو نہ کہ اپنی رائے مسلّط کرنے کے لیے جھگڑا شروع کر دیا جائے کہ جھگڑے سے تو تم لوگ بکھر جاؤ گے جب آپس میں اعتماد نہ رہے تو کمزوری پیدا ہوگی اور رُعب و دبدبہ جاتا رہے گا۔ کفار بھی تمہاری آپس کی حالت سُن کر دلیر ہو جائیں گے لہٰذا اگر کوئی رائے یا بات خلاف مزاج ہو یا کوئی واقعہ خلاف مزاج ہو جائے تو برداشت سے کام لو اور صبر کرو اطاعتِ الٰہی پر کاربند رہنا ہی بہترین صبر ہے اور یہ ایسی اعلیٰ صفت ہے کہ صبر کرنے والے کو اللہ کی ذاتی معیت نصیب ہوتی ہے ظاہر ہے کہ جس کے ساتھ اللہ ہوگا وہ ہر حال میں کامیاب ہے۔

اور نیت و ارادہ کو اللہ کے لیے خالص اور کھرا رکھو کہ قریش مکہ جیسا ناپسندیدہ رویہ کبھی نہ اپناؤ کہ جو محض لوگوں کو دکھانے کے لیے اور اپنی بڑائی ثابت کرنے کیلئے میدان میں اتراتے ہوئے کُود پڑے حالانکہ ویسے بھی وہ بہت ظلم کرتے تھے اور اللہ کے دین کا راستہ روکنے کی بھرپور سعی کرنے والے تھے۔ مکہ سے تو اطلاع پاکر نکلے مگر جب قافلہ بچ کر نکل گیا اور انہیں اس کی خبر بھی ہو گئی تو اب جنگ میں کُودنا دانشمندی نہ تھی بلکہ قریشی

سرداروں نے بھی مشورہ کیا کہ اب جنگ کی ضرورت نہیں مگر ابوجہل اس پر اڑ گیا اور اس نے کہا یہ جنگ ضرور ہوگی اس کا خیال تھا کہ اللہ والوں کا خاتمہ کر دیں گے مگر وہ جو کچھ بھی کرتے اللہ کی قدرت سب پر غالب تھی اور اس کی قدرت کاملہ ہر حال میں محیط ہے۔

شیطان کے حیلے

اس کے بعد شیطانی چالوں کا ذکر فرمایا کہ جب ریا، اور تکبّر آجائے تو ایسا آدمی خلافِ حق کے لیے کوشش کرتا ہے اور اس پر شیطان ایسے حیلے کرتا ہے کہ اُسے بُرائی بھی بھلی لگتی ہے اور اپنی نیکیوں میں شمار کرتا ہے۔ جیسے اہلِ مکہ آپؐ اور اللہ کے دین کا راستہ روکنا ہی نیکی سمجھ رہے تھے حتیٰ کہ بیتُ اللہ شریف سے دُعا کر کے نکلے کہ اے اللہ جو جماعت حق پر ہے اُسے فتح عطا کر دے یہ کہ ابلیس نہ صرف کشف میں دھوکا دیتا ہے بلکہ انسانی صورت بن کر بھی فریب کرتا ہے جیسے قریش قافلے کی فریاد پر نکل تو پڑے جب قافلہ بچ جانے کا پتہ چلا تو انہیں واپسی کی فکر بھی تھی کہ بنو بکر جو دشمن قبیلہ تھا وہ مکہ پر حملہ نہ کر دے مگر عین میدان میں دیکھا کہ بنو بکر کا سردار سراقہ بن مالک جوانوں کا دستہ ساتھ لیے میدانِ جنگ میں قریش کی مدد کو آرہا ہے اور اس نے آتے ہی کہا کہ آپس کی ناراضگی الگ بات ہے۔ پڑوسی بھائی ہیں اور اس مذہبی جنگ میں تو آپ کا پُورا پُورا ساتھ دوں گا نیز مجھے مسلمانوں کی طاقت کا بھی پتہ ہے بھلا وہ تمہارے سامنے کیا ٹھہر سکیں گے اور اس طرح انہیں جنگ میں دھکیل دیا مگر عین میدانِ جنگ میں جب انوارات و تجلّیات کی بارش میں فرشتوں کے پرے اُترتے دیکھے تو بھاگا تو قریش نے پکارا کہ ابھی ساتھ دینے کا عہد کر رہے تھے ابھی بھاگ رہے ہو تو کہنے لگا میں اس عہد سے بری ہوتا ہوں اس لیے کہ جو میں دیکھ رہا ہوں وہ تمہیں نظر نہیں آرہا یعنی خدامِ رسالت کی مدد کو جو فرشتوں کے لشکر اُتر رہے ہیں وہ تمہیں ظاہری آنکھوں دکھائی نہیں دے رہے اور میں اللہ کے عذاب اور اس کی گرفت سے ڈر کر بھاگ رہا ہوں جس کی صورت سامنے ہے اور جو بہت سخت ہوتے ہیں کہ اللہ کا عذاب تباہ کر دینے والا ہوتا ہے چنانچہ وہ بھاگ گیا اور قریش آخر تک سراقہ ہی سمجھا کیے۔ حتیٰ کہ بعد میں کسی موقع پر انہوں نے سراقہ بن مالک سے شکوہ بھی کیا کہ اتنے عظیم سردار ہو کر ہمیں دھوکا دیا اور ہمارے جوانوں کی ہمت توڑ دی ہماری شکست کے ذمہ دار تم ہو تو اُس نے کہا میں تو کبھی ادھر گیا ہی نہیں بلکہ جنگ اور تمہاری شکست کا پتہ بھی تب چلا جب تم واپس مکہ پہنچ چکے تھے۔

رکوع نمبر ۷ آیات ۴۹ تا ۵۸ وَاعْلَمُوْا ۱۰/۳

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ
مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ
عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾

اُس وقت منافق اور (کافر) جن کے دلوں میں مرض تھا کہتے تھے
کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے مغرور کر رکھا ہے اور جو شخص
خدا پر بھروسا رکھتا ہے تو خدا غالب حکمت والا ہے (۴۹)

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ ۙ
يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا
عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾

اور کاش تم اُس وقت (کی کیفیت) دیکھو جب فرشتے کافروں
کی جانیں نکالتے ہیں اُن کے مونہوں اور پیٹھوں پر کوڑے
اور ہتھوڑے وغیرہ مارتے (ہیں) اور کہتے ہیں کہ اب عذاب آتش کا مزہ چکھو (۵۰)

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ
لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾

یہ اُن (اعمال) کی سزا ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں اور یہ
(جان رکھو) کہ خدا بندوں پر ظلم نہیں کرتا (۵۱)

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ
كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾

جیسا حال فرعونیوں اور اُن سے پہلے لوگوں کا ہوا تھا ویسا ہی
ان کا ہوا کہ انہوں نے خدا کی آیتوں سے کفر کیا تو خدا نے اُن کے
گناہوں کی سزا میں اُنکو پکڑ لیا بیشک خدا زبردست اور سخت عذاب دینے والا ہے (۵۲)

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً
اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ
وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾

یہ اس لئے کہ جو نعمت خدا کسی قوم کو دیا کرتا ہے جب تک وہ
خود اپنے دلوں کی حالت نہ بدل ڈالیں خدا اُسے نہیں بدلا کرتا
اور اس لئے کہ خدا سنتا جانتا ہے (۵۳)

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ
اَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾

جیسا حال فرعونیوں اور اُن سے پہلے لوگوں کا ہوا تھا ویسا ہی ان کا ہوا
انہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کو جھٹلایا تو ہم نے اُنکو اُنکے گناہوں کے
سبب ہلاک کر ڈالا اور فرعونیوں کو ڈبو دیا اور وہ سب ظالم تھے (۵۴)

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ ۚ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾

جانداروں میں سب سے بدتر خدا کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو کافر ہیں
سو وہ ایمان نہیں لاتے (۵۵)

اَلَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ
فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾

جن لوگوں سے تم نے (صلح کا) عہد کیا ہے پھر وہ ہر بار اپنے عہد کو
توڑ ڈالتے ہیں اور (خدا سے) نہیں ڈرتے (۵۶)

فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ
خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾

اگر تم اُنکو لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسی سزا دو کہ جو لوگ اُنکے پس پشت ہوں
وہ اُنکو دیکھ کر بھاگ جائیں عجب نہیں کہ اُن کو اس سے عبرت ہو (۵۷)

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ
اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۸﴾

اور اگر تم کو کسی قوم سے دغابازی کا خوف ہو تو (اُن کا عہد)
اُنہیں کی طرف پھینک دو (اور) برابر (کا جواب دو) کچھ
شک نہیں کہ خدا دغابازوں کو دوست نہیں رکھتا (۵۸)

49. When the hypocrites and those in whose hearts is a disease said: Their religion hath deluded them. Whoso putteth his trust in Allah (will find that) lo! Allah is Mighty, Wise.

50. If thou couldst see how the angels receive those who disbelieve, smiting their faces and their backs and (saying): Taste the punishment of burning!

51. This is for that which your own hands have sent before (to the Judgement), and (know) that Allah is not a tyrant to His slaves.

52. (Their way is) as the way of Pharaoh's folk and those before them; they disbelieved the revelations of Allah, and Allah took them in their sins. Lo! Allah is Strong, severe in punishment.

53. That is because Allah never changeth the grace He hath bestowed on any people until they first change that which is in their hearts, and (that is) because Allah is Hearer, Knower.

54. (Their way is) as the way of Pharaoh's folk and those before them; they denied the revelations of their Lord, so We destroyed them in their sins. And We drowned the folk of Pharaoh. All were evil-doers.

55. Lo! the worst of beasts in Allah's sight are the ungrateful who will not believe:

56. Those of them with whom thou madest a treaty; and then at every opportunity they break their treaty, and they keep not duty (to Allah).

57. If thou comest on them in the war, deal with them so as to strike fear in those who are behind them, that haply they may remember.

58. And if thou fearest treachery from any folk, then throw back to them (their treaty) fairly. Lo! Allah loveth not the treacherous.

اسرار و معارف

بدر کا موقع ایسا تھا کہ جتنے دل بھی نورِ ایمان سے خالی تھے اور محض مادی وسائل تک ہی نظر تھی۔ قدرت باری پہ تو یقین ہی نہ تھا اگرچہ بظاہر اپنے مسلمان ہونے کے بھی مدعی تھے اور یہ عجیب بات ہے کہ وہ خود کو مسلمان بھی کہتے تھے اور قدرتِ باری پہ نہ نگاہ تھی نہ یقین اس لیے کہ ان کے قلوب بیمار تھے۔

دل کا مرض

گویا جب تک قلبی صحت نصیب نہ ہو دعوئے ایمان بھی محض دُنیا کے مفادات کی خاطر ہوتا ہے اور یہی نفاق ہے لہٰذا دل کی اصلاح اہم امور میں سے ہے اور ایمان کی بُنیاد ہے ورنہ مسلمان کہلانے کے باوجود ذہن کی رسائی کفار سے مختلف نہیں ہوتی کہ یہاں جو اندازہ کفار کا تھا وہی منافقین کا بھی تھا اور وہ تھا کہ مسلمانوں کو ان کے مذہب نے خوش فہمی میں مبتلا کر رکھا ہے کہ اتنے بڑے لشکر اور اہلِ مکّہ کے ساتھ مقابلے کے لیے نکل پڑے ہیں حالانکہ اس میں سوائے ان کی بربادی کے اور کچھ بھی نہ ہوگا یہ دانشورانہ رائے تھی جس کا نمونہ آج بھی نظر آتا ہے مگر وہ یہ بات بھول رہے تھے کہ جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ غالب ہے اسے جہان پہ غلبہ دے دیتا ہے اور حکیم بھی ہے کہ بظاہر اگر ان میں سے کوئی کٹ جاتا ہے تو حکمتِ باری اسے شہادت سے نوازنا چاہتی ہے یعنی بظاہر اگر شکست بھی نظر آئے تو اس میں ہزاروں حکمتیں ہوتی ہیں۔

مرگِ کفّار

موت تو ہر ایک کے لیے ہے مگر اس کے مقابل اگر آپ کافر کو موت کے وقت دیکھیں تو حال یہ ہوتا ہے کہ فرشتے جب رُوح قبض کرنے آتے ہیں تو مُنہ پر مارتے ہیں پیٹھ پر مارتے ہیں اور کہتے ہیں ابھی کہاں ابھی تو آگ میں مزے کرو گے یعنی برزخ کے عذاب میں داخل ہونا ہے پھر بعد حشر ہمیشہ کے لیے جہنّم میں۔ اور یہی حال مشرکین کا بدر میں ہُوا کہ جس جس کی موت آئی تھی اُسے ان سزاؤں سے بھی سابقہ پڑا اور پھر قلیبِ بدر میں ڈالے گئے جس پر آپؐ نے کھڑے ہو کر اور نام لے لے کر پُوچھا تھا کہ ہم نے اللہ کا وعدہ سچا پایا تم سُناؤ تم نے بھی اللہ کا وعدہ سچ پایا؟ تو سیدنا عمر فاروق رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ سن رہے ہیں۔

سماعِ موتیٰ

جبکہ ان کے اجسام تو مُردار ہو چکے فرمایا اللہ کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم اُن سے بہتر نہیں سُن رہے ہاں جواب نہیں دے سکتے۔ مراد ہے کہ معروف طریقے سے جواب نہیں دے سکتے جس طرح آپؐ کے سوال کو سب لوگ ظاہراً سُن رہے تھے مردے بھی سُن رہے تھے اگرچہ مشرکین کے تھے مگر اسی طرح جواب نہ دے سکتے تھے۔ اگرچہ کشفاً جواب کا پانا یہاں منع نہیں تفسیر کشف الاسرار میں ہے کہ مُردہ بات سُنتا ہے آدمی کو پہچانتا ہے اور گھر کے حالات سے اس قدر باخبر ہوتا ہے یہاں تک جانتا ہے کہ اس کی بیوی نے اس کے بعد نکاح کر لیا ہے یا نہیں۔ اور یہ مار پیٹ تو ابتدا ہے آگے صعوبتوں میں اضافہ ہی ہوتا چلا جائے گا۔ مگر یہ سب کچھ لوگوں کی اپنی کمائی ہے۔ خود انہوں نے اپنے عقائد اور اعمال سے اُخروی اور ابدی زندگی کے لیے جو کچھ کیا اُسے بھگتیں گے۔ اللہ کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ وہ عاجز و محتاج اور بے بس و بے نوا بندے کو جو بظاہر خواہ شہنشاہ کہلاتا ہو اس کی بارگاہ میں تو پرکاہ سے زیادہ کچھ بھی نہیں خواہ مخواہ عذاب دے اور اس سے زیادتی کرے لوگ خود اپنے ساتھ ظلم کرتے ہیں اور سنّت اللہ اور عادتِ الٰہیہ یہ ہے کہ جو عمل ہو اس کا منطقی نتیجہ پہنچا دیتے ہیں جیسے فرعون اور اس کی قوم یا ان سے پہلے کفار کہ اللہ نے کتنی نعمتیں دیں اقتدار و وقار بخشا مگر جب اللہ کا حکم اور اس کی آیات ان کے پاس پہنچیں تو ان کا انکار کر دیا۔ اللہ کریم نے اس حرم کی سزا میں اُنہیں پکڑ لیا اور اپنے کئے کا نتیجہ اُنہیں بھگتنا پڑا۔ اس لیے کہ اللہ بہت زبردست طاقت کا مالک ہے اور اس کے عذاب بھی بہت ہی سخت ہیں۔

زوالِ نعمت کا سبب

وہ ایسا کریم ہے کہ مفت میں نعمتیں بانٹتا ہے یہ ضروری نہیں کہ انسان انعام کا مستحق ہو تو دیا جائے محض کرم سے وجود، عقل، صحت، مال و دولت، اولاد اور حکومت وغیرہ ذالک بے شمار انعامات عطا کر دیتا ہے۔ ظاہر ہے وہ یہ سب کچھ چھین کر ذلیل کرنے کے لیے نہیں دیتا لیکن جب لوگ ہی اپنا رویّہ بدل ڈالتے ہیں یعنی شکر تو کیا کرتے پہلی حالت پہ بھی نہیں رہتے مزید گمراہ ہو جاتے ہیں یا ظالم اور سرکش ہو جاتے ہیں تو پھر اللہ کا عذاب آجاتا ہے جیسے پہلے کفار پر بحالتِ کفر بھی دُنیا کے انعامات تو تھے مگر جب اللہ کے نبیؐ آئے تو بجائے قبول کرنے کے ان سے ٹکر لی اور تباہ ہو گئے۔ اہلِ مکہ کے پاس پورے عرب کی امارت اور سرداری تھی مگر بجائے آپؐ پر ایمان لانے کے ایذا

دینے لگے اور مقابلے میں آ گئے تو تباہ ہو گئے اس لیے کہ اللہ کریم ہر ایک کی حرکت اور ارادے تک سے واقف ہے۔ جیسے آلِ فرعون یا اُن سے پہلے کفار کہ اپنے خالق اور رب کے ارشادات کو جھٹلا دیا یعنی ایسا کریم جو بحالتِ کفر بھی انہیں پال رہا تھا اور اس کا کرم یہ کہ نبی مبعوث فرمائے انہیں معجزات عطا کئے دلائل عطا فرمائے مگر یہ لوگ اپنے پالنے والے کو فراموش کر بیٹھے تو اس جرم کے بدلے میں ہلاک کر دیئے گئے اور قوموں پہ یکبارگی عذاب ٹوٹ پڑے۔ جیسے فرعونی کہ غرق ہو کر تباہ ہوئے ایسے ہی کسی پر آگ برسی اور کسی پر پتھر کوئی قوم زمین میں دھنس گئی اور کسی پر ہوا کا طوفان مسلط ہوا اور یہ عذاب میں گرفتار ہونے والے سب ظالم تھے اپنے کئے کے باعث گرفتارِ بلا ہوئے۔

شرّ الدوآب

زمین پہ حرکت والے حیوانات میں سب سے بُرا اور ذلیل حیوان وہ انسان ہے جس کا دل نورِ ایمان سے خالی ہو اور جو ایسی غلط راہ اپنا لے کہ کبھی ایمان کو پانے والا نہ بن سکے۔ جیسے یہود کہ آپؐ سے عہد کیا مدینہ منورہ میں آپؐ سے یہود کا معاہدہ ہوا تھا کہ مسلمان اور یہودی شہر کا مشترکہ دفاع کریں گے اس کی اور بھی شقیں تھیں مگر یہی شق وہ برقرار نہ رکھ سکے

آپؐ سے عہد شکنی

اور بدر میں اہلِ مکہ کی مدد کی تو اس طرح جو لوں وعدہ رے لو نے ہیں اور بار بار ایسا کرتے ہیں پھر انہوں نے فتح کے بعد معافی مانگی مگر حد میں وہی بلکہ پہلے سے بڑھ کر کردار ادا کیا تو ایسے لوگوں کو کبھی اللہ کے عذاب سے بھی ڈر نہیں آتا یعنی ان کے دل سخت سیاہ ہو جاتے ہیں کہ اللہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھ سکتے۔ ایمان کا اقرار بھی عہد اطاعت ہے اس کے بعد اطاعت تو خواہشِ نفس کی کرے اور حکم دہراتا رہے اور یہ بھی جرم عظیم ہے اس کی فکر بہت ضروری ہے کہ اللہ فرماتے ہیں ایسے لوگ جب قابو چڑھیں تو انہیں مثال سزا دی جائے اور پوری قوت سے کچل دیا جائے تاکہ دوسروں کے لیے درسِ عبرت بن جائیں۔

سزا کا ایک مقصد

یہ تو خود کو سزا کا مستحق ثابت کر چکے اب ان کے ساتھ نرمی دوسروں کو بھی گناہ میں ملوث ہونے پہ اُبھارنے کا سبب بن سکتی ہے لہذا انہیں ایسی مثالی سزا دی جائے کہ دوسروں کی آنکھیں کھل جائیں اور لوگ ارتکابِ جرم سے باز رہیں۔ اسی لیے حدود میں بھی مثالی سزائیں رکھ کر دوسروں کو ارتکابِ جرم سے بچانے کی سعی ان کے ساتھ شفقت ہے۔ یہ کہ کہا جائے اسلام کی سزائیں وحشیانہ ہیں اور اس صریح کفر کے کہنے کے ساتھ اسلام کا دعویٰ بھی ہو! عجب۔

اسلام کے اصولِ حکمرانی

ہاں اگر کسی قوم کے ساتھ معاہدہ ہو اور پھر ان سے عہد شکنی کا اندیشہ پیدا ہو جائے تو معاہدے کی حالت میں انہیں سزا دینا یا ان پر حملہ کرنا درست نہیں بلکہ ان کو عہد لوٹا دیا جائے اور بتا دیا جائے کہ تم سے اُمید وفا نہیں لہٰذا ہم وہ عہد ختم کرتے ہیں۔ اب اگر زیادتی کرو گے تو سزا پاؤ گے کیونکہ کافر سے بھی خیانت کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ سرے سے اللہ کریم خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے اور اگر کافر سے خیانت دُرست نہیں تو پھر اللہ کی عظمت کا اقرار اور اُمیدیں غیروں سے، آپؐ کی نبوّت کا اقرار مگر اطاعت نہ کرنا پھر درجہ بدرجہ آپس میں مال، جان، آبرو اور اسی طرح معاملات میں خیانت کرنے والے کیا بھلائی پا سکیں گے کہ اللہ کریم تو کفّار سے جو بدترین خلائق ہیں۔ خیانت کی اجازت نہیں دیتے بلکہ قانون ارشاد فرما دیا کہ اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند ہی نہیں کرتا

رکوع نمبر ۸ آیات ۵۹ تا ۶۴ وَاعْلَمُوْا ۱۰/۴

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ۭ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ۝۵۹

اور کافر یہ نہ خیال کریں کہ وہ بھاگ گئے ہیں وہ (اپنی چالوں سے ہم کو) ہرگز عاجز نہیں کر سکتے (۵۹)

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝۶۰

اور جہاں تک ہو سکے فوج کی جمعیت کے زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے اُن کے مقابلے کے لئے مستعد رہو کہ اس سے خدا کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور خدا جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہے گی۔ اور تم جو کچھ راہ خدا میں خرچ کرو گے اُس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائیگا اور تمہارا ذرا نقصان نہ کیا جائیگا (۶۰)

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۶۱

اور اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف مائل ہو جاؤ اور خدا پر بھروسا رکھو۔ کچھ شک نہیں کہ وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے (۶۱)

وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۭ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝۶۲

اور اگر یہ چاہیں کہ تم کو فریب دیں تو خدا تمہیں کفایت کریگا۔ وہی تو ہے جس نے تم کو اپنی مدد سے اور مسلمانوں کی جمعیت سے تقویت بخشی (۶۲)

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

اور ان کے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی۔ اور اگر تم دُنیا بھر کی دولت خرچ کرتے تب بھی اُن کے دلوں میں اُلفت پیدا نہ کر سکتے۔ مگر خدا ہی نے ان میں اُلفت ڈال دی۔ بیشک وہ زبردست اور حکمت والا ہے (۶۳)

59. And let not those who disbelieve suppose that they can outstrip (Allah's purpose). Lo! they cannot escape.

60. Make ready for them all thou canst of (armed) force and of horses tethered, that thereby ye may dismay the enemy of Allah and your enemy and others beside them whom ye know not. Allah knoweth them. Whatsoever ye spend in the way of Allah it will be repaid to you in full, and ye will not be wronged.

61. And if they incline to peace, incline thou also to it, and trust in Allah. Lo! He is the Hearer, the Knower.

62. And if they would deceive thee, then lo! Allah is sufficient for thee. He it is Who supporteth thee with His help and with the believers.

63. And (as for the believers) hath attuned their hearts. If thou hadst spent all that is in the earth thou couldst not have attuned their hearts, but Allah hath attuned them. Lo! He is Mighty, Wise.

64. O Prophet! Allah is sufficient for thee and those who follow thee of the believers.

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٤﴾

اے نبی! خدا تم کو اور مومنوں کو جو تمہارے پیرو ہیں کافی ہے ﴿٦٤﴾

اسرار و معارف

اور جو کفار ابھی تک عذاب سے دوچار نہیں ہوئے یا بدر کی شکست کے اثرات سے بچ رہے ہیں وہ بھی یہ نہ سمجھیں کہ وہ اللہ کی گرفت سے باہر ہیں انہیں بھی نہ دنیا کے عذاب سے رستگاری نصیب ہوگی اور نہ آخرت کے عذابوں سے بچ سکیں گے یعنی کفر کا حتمی نتیجہ دو عالم کا عذاب ہے اب تک روئے زمین پر بے شمار جدید ایجادات کے باوجود کفار ہر طرح سے عجیب و غریب عذابوں میں گرفتار ہیں مغربی معاشرہ جس پر ہمارے لوگ فدا ہیں اس کی اخلاقی حالت جنسی بے راہ روی اور ان پر آسمانی آفتیں زلزلے طوفان اور خطرناک ترین اور رذیل ترین بیماریاں یہ سب عذابِ الٰہی کی مختلف صورتیں ہیں یہی حال مشرق کے کفار کا ہے۔ ان کا کھانا تک عذاب کی صورت ہے۔ کتے، بندر، چوہے، مینڈک اور سانپ کھانا کیا بجائے خود عذاب کی صورت نہیں پھر اخلاق دیوالیہ پن اور آفاتِ سماوی ان سب امور پر نگاہ کی جائے۔

جائے پناہ

تو دو عالم میں جائے پناہ صرف ایک ہے اور وہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی خلوص دل سے غلامی اور بس۔ ورنہ بحالتِ کفر کوئی بھی اللہ کے عذاب کی گرفت سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتا۔

جہاد کے لیے تیار رہنے کا حکم

نیز مسلمانوں کے لیے ارشاد ہوا کہ جہاد کے لیے اور کفر کو جارحیت سے روکنے کے لیے جس قدر ممکن ہو اسقدر تیاری کر کے رکھو یہاں ما استطعتم فرما کر یہ فرمایا کہ ایسی تیاری ضروری ہے جو تمہارے اختیار میں ہو اور کرن ایسے سامان کی ضرورت نہیں جو تمہارے بس میں ہی نہ ہو لہٰذا مسلم حکومتوں کو اسلحہ کے لیے گھٹیا اور نقصان دہ شرائط پر کفار سے مدد لینا جائز نہیں ہاں جو کچھ بس میں ہو وہ ضرور کیا جائے اس کے بعد اللہ مالک ہے خود اسباب پیدا

فرمادے گا وہ عہد تو تھا ہی برکات کا عہد اب کے زمانہ میں افغان مجاہدین نے خالی ہاتھ کفر کی بہت بڑی طاقت کے دانت توڑ کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ ایمان اور عمل جیسے بہترین ہتھیار اور کوئی نہیں۔ ہاں جس قدر ہو سکے خوبصورت پلے ہوئے گھوڑے یعنی سامانِ حرب کہ اُس دور کا بہترین جنگی ساتھی گھوڑا ہی تھا۔ وقت، ملک اور حالات کے اسباب تو بدل سکتے ہیں اصول نہیں اگر اس وقت گھوڑے تھے اب ان کی جگہ ٹینک آگئے ہیں اسی طرح ہوائی افواج میں جدید طیارے وغیرہ تو یہ سب چیزیں اسی حکم میں ہیں۔ یعنی سامانِ حرب بھی ہو جنگی مشقیں بھی کی جائیں اور افواجِ اسلامی ہمیشہ شان و شوکت کے ساتھ بہترین تیاری میں رہیں اسی لیے حدیث شریف میں جہاد کی تیاری خواہ وہ نشانہ بازی ہو یا ورزش جنگی مشقیں ہوں یا سامانِ جنگ کی دیکھ بھال سب سے اعلےٰ عبادت قرار دی گئی ہے۔ کہ وقتِ ضرورت کام تو آئے گی ہی دشمنوں پر اس کی ہیبت اور رُعب بھی تو ہو گا کہ صرف یہی دشمن نہیں جو آپ کے سامنے ہیں ابھی تو دُنیا میں ایسی اقوام باقی ہیں جن سے آپ لوگ واقف بھی نہیں مگر راہِ حق میں ان سے مقابلہ ہو گا اور اللہ کریم انہیں خوب جانتے ہیں۔ چنانچہ خلفاءِ راشدین کے زمانے میں۔ روم و فارس کے علاوہ چین سے افریقہ اور سپانیہ تک مختلف اقوام عالم سے مقابلہ کرنا پڑا اور ہر جا تائید باری نے فتح سے ہمکنار فرمایا۔ نیز اللہ کے راہ میں محنت کوشش یا مال و دولت جو بھی صرف ہوتا ہے کبھی رائیگاں نہیں جاتا اور جہاد اور ترویج حق تو بہترین عمل ہے اس میں جو خرچ ہو گا وہ بھی بہترین طریقے پہ واپس وصول ہو گا اللہ کریم تو کسی کا حساب نہیں مارتے اور زیادتی نہیں کرتے۔

اسلام اور جنگ

نیز اگر کفار صلح کے لیے کہیں اور مناسب شرائط پر صُلح کریں اسلام جنگ کا مذہب نہیں بظاہر حالات کا بغور مطالعہ کیا جائے کسی برائی پر سمجھوتہ نہ ہونا چاہیئے اگر کفار سرکشی اور زیادتی سے باز آجائیں تو آپؐ ان سے ضرور صلح کر لیں ہاں یہ نہ ہو گا کہ وہ سرکشی پہ آمادہ ہوں اور مسلمان صلح تلاش کریں اس طرح تو وہ کمزور جان کر ظلم پر اور دلیر ہوں گے اگر وہ باز آئیں تو ضرور صلح کر لی جائے اور اندر کی بات کہ دھوکہ نہ دیں اس کے لیے اللہ پر بھروسہ کریں کہ وہ سب کچھ سُنتا ہے جو وہ مشورے کرتے ہیں اور جو ان کے دلوں میں ہے جانتا ہے۔ محض کمزور احتمالات پہ مومن کو ڈرنا نہ چاہیئے کہ اگر کفار نے آپؐ کو دھوکا بھی دینا چاہا تو اُن کے مُقابل آپؐ کو اللہ کافی ہے جس نے پہلے بھی مدد فرمائی کہ اپنی تائید و نصرت

سے نوازا فرشتوں کو نازل فرمایا اور بہترین خدام عطا فرمائے

شانِ صحابہؓ

صحابہ کرامؓ ایسے یہاں نثار تھے کہ اللہ کریم ان غلاموں کو اپنی طرف سے بطورِ تحفہ شمار کرتے ہیں کہ دیکھئے فرشتے بھی نازل فرمائے اور یہ غلام بھی بخشے سبحان اللہ

برکاتِ رسالت میں سے ایک کا ذکر

اور پھر آپ سب کے دلوں میں الفت ڈال دی اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات میں سے عظیم برکت تھی کہ دلوں سے کدورتیں اور نفرتیں مٹ گئیں اور محبت و الفت نے جگہ پائی حالانکہ وہ معاشرہ ایسا تھا جہاں نفرت جنگ اور قتال ہی کی بات ہوتی تھی اور اگر کوئی چاہتا کہ روئے زمین کی ساری دولت لٹا کر انہیں اس طرح ایک دوسرے کی محبت کا اسیر کر دے تو بھی ممکن نہ تھا لیکن ربِ جلیل نے یہ کر دیا کہ آپؐ کے وجود باجود میں وہ برکت رکھ دی وہ کمال پیدا فرمایا کہ جو بھی منسلک ہوتا گیا اس کے دل میں اللہ کی محبت آپؐ کی محبت اسلام کی محبت مسلمان سے محبت اور الفت سے محبت یعنی محبتوں کے چشمے جاری ہو گئے۔

خلافتِ شیخین

اور یہ کمال خلافت صدیقی اور فاروقی میں بھی ایسے ہی قائم رہا اس لیے علماء حق نے شیخین کی خلافت کو علیٰ منہاج النبوۃ قرار دیا ہے کہ ان دونوں زمانوں میں برکاتِ نبوت کا ظہور پوری طرح سے تھا پھر اختلافات در آنے لگے اور یہ محبت ہی آج بھی معیارِ حق ہے کسی شیخ کی نسبت اور تعلق سے یہ محبت ملے تو یہ مقصود ہے ورنہ نفرتیں اور محض فرقہ بندیاں کمال کی دلیل نہیں۔ اور اے حبیبؐ! آپؐ کے لیے اللہ ہی کافی ہے اور ظاہر اجو جماعت خدام کی اللہ نے بخشی ہے وہی کافی ہے یعنی حقیقی اعتبار سے تو اللہ ہی بس ہے۔ اب بظاہر مقابلے میں کثرت و قلت، باسباب ظاہری کی پروا نہ کی جائے اور یہی قانون مومنین کے لیے ہمیشہ کا ہے کہ اللہ اور اس کے حبیبؐ کے ساتھ خالص اور کھری محبت رکھیں تو آپس کی محبت نصیب ہو اور کفر کے مقابلہ میں آج بھی اگر مسلمان ریاستیں متحد ہو جائیں تو دنیا کی عظیم عسکری قوت بن سکتی ہیں اور اتفاق انفرادی آراء پر نہیں ہوا کرتا صرف اور صرف اللہ کی بات اور آپؐ کی اطاعت پہ ہو سکتا ہے اور پھر یہ قوت کفر کے تمام تر فتنوں کو فرو کرنے کے لیے بس ہے

رکوع نمبر ۹ آیات ۶۵ تا ۶۹ وَاعْلَمُوْٓا ۱۰/۵

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ۭ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝۶۵

اے نبی مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو۔ اگر تم میں بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو کافروں پر غالب رہیں گے۔ اور اگر سو (ایسے) ہوں گے تو ہزار پر غالب رہیں گے۔ اس لئے کہ کافر ایسے لوگ ہیں کہ کچھ بھی سمجھ نہیں رکھتے ۝۶۵

اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ۭ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝۶۶

اب خدا نے تم پر سے بوجھ ہلکا کر دیا اور معلوم کر لیا کہ ابھی تم میں کسی قدر کمزوری ہے پس اگر تم میں ایک سو ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب رہیں گے اور اگر ایک ہزار ہوں گے تو خدا کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے اور خدا ثابت قدم رہنے والوں کا مددگار ہے ۝۶۶ ۱۳۵

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۡ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۶۷

پیغمبر کو شایاں نہیں کہ اس کے قبضے میں قیدی رہیں جب تک (کافروں کو قتل کر کے) زمین میں کثرت سے خون (نہ) بہا دے تم لوگ دنیا کے مال کے طالب ہو اور خدا آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے اور خدا غالب حکمت والا ہے ۝۶۷

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۶۸

اگر خدا کا حکم پہلے سے چکا ہوتا تو جو (فدیہ) تم نے لیا ہے اس کے بدلے تم پر بڑا عذاب (نازل) ہوتا ۝۶۸

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۶۹

تو جو مال غنیمت تمہیں ملا ہے اسے کھاؤ کہ وہ تمہارے لئے حلال طیب ہے اور خدا سے ڈرتے رہو بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے ۝۶۹

65. O Prophet! Exhort the believers to fight. If there be of you twenty steadfast they shall overcome two hundred, and if there be of you a hundred steadfast they shall overcome a thousand of those who disbelieve, because they (the disbelievers) are a folk without intelligence.

66. Now hath Allah lightened your burden, for He knoweth that there is weakness in you. So if there be of you a steadfast hundred, they shall overcome two hundred, and if there be of you a thousand (steadfast), they shall overcome two thousand by permission of Allah. Allah is with the steadfast.

67. It is not for any Prophet to have captives until he hath made slaughter in the land. Ye desire the lure of this world and Allah desireth (for you) the Hereafter, and Allah is Mighty, Wise.

68. Had it not been for an ordinance of Allah which had gone before, an awful doom had come upon you on account of what ye took.

69. Now enjoy what ye have won, as lawful and good, and keep your duty to Allah. Lo! Allah is Forgiving, Merciful.

اسرار و معارف

نیز اے نبی (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دیں اس کے فضائل کے ساتھ اس کی ضرورت اور فوائد بھی بیان فرمائیں کہ اسلام بنیادی طور پر امن کا علمبردار ہے اور نہ صرف دنیا بلکہ اخروی امن و سکون کا ضامن ہے مگر ایسے عناصر جو اس امن ہی کے لیے خطرہ پیدا کر دیں اور نہ صرف معاشرے کے ظاہری امن کو تباہ کرنے کے درپے ہوں بلکہ اخروی اور دائمی امن و سکون بھی لوٹنا چاہیں تو ان سے قتال ہی دوسروں کے لیے امن کی ضمانت ہے اور اللہ کریم

کے نزدیک یہ اتنا پسندیدہ عمل ہے کہ مسلمان جب بھی اس غرض سے میدان میں نکلیں گے اپنے سے دس گنا بڑے دشمن پر غالب آئیں گے یعنی بیس مسلمان جم کر لڑنے والے دو صد کفار پہ بھاری ہونگے اور ایک صد مسلمان ایک ہزار کے لشکرِ جرار کا منہ پھیر دیگا۔ اس لیے کہ کفار تو عظمتِ الٰہی سے بیگانہ ہیں اور اللہ کی معرفت کا ہی شعور نہیں پھر اسکی مدد کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جبکہ دوسری طرف مسلمانوں کی اس سے کوئی غرض نہیں محض اللہ کے حکم کی تعمیل میں سرکف ہیں تو انہیں اللہ کی نصرت بھی تو حاصل ہوگی

توکّل کا مدار اس ارشاد سے تو یہ لازم ہوگیا کہ ایک مسلمان دس کفار کے مقابلہ میں ضرور لڑے مگر یہ قوت ہمیشہ تو نہ رہے گی۔ کہ درجات معرفت پہ مدارِ توکل بھی ہوا کرتا ہے جس کسی کو جس درجہ کی معرفت اور قربِ الٰہی کا جو مقام نصیب ہوگا اسی درجہ کی نسبت سے توکّل بھی کر سکے گا اور اسی حساب سے مدد بھی حاصل کر سکے گا۔ چنانچہ پھر بعد میں تو یہ فضا نہ رہے گی نہ کوئی اس مقام کو پا سکے گا۔ لہٰذا اللہ نے بوجھ کم کر دیا۔ اس لیے ہمتیں بھی تو وہ نہ رہیں گی یقیناً کمی آئے گی تو اب ایک مسلمان دو کافروں پہ ایک صد دو صد پہ اور ایک ہزار دو ہزار کفار پر غلبہ حاصل کرے گا صرف ایک شرط پر کہ وہ ثابت قدم رہے یعنی صبر کا مظاہرہ کرے۔ عام زندگی میں بھی کہ احکام الٰہی کی تعمیل کرنا اور نافرمانی سے رُک جانا صبر ہے اور میدانِ کارزار میں بھی جنگ کی سختیاں جھیلنا اور ثابت قدم رہنا اعلیٰ درجہ کا صبر ہے اس لیے اب یہ ہمیشہ کا قانون دیا جاتا ہے کہ مسلمان دو چند دشمن پہ غالب ہوں گے اس لیے کہ انہیں اللہ کی ذاتی مدد حاصل ہوگی بلکہ صبر وصف ہی ایسا ہے جو اللہ کی معیت کو پالیتا ہے اور جسے اللہ کی معیت حاصل ہو ایک جہان مل کر بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

دوسری بات بدر کے قیدیوں کے بارے جو رائے صحابہؓ نے دی وہ مناسب نہ تھی اس لیے کہ بدر میں قید ہونے والوں میں اہلِ مکہ کے روسا کی کثرت تھی۔ ستر قتل ہوئے دوسرے ستر قید ہو گئے اگر یہ بھی قتل ہو جاتے تو یہ فتنہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتا کہ مشرکین کے پاس قیادت ہی نہ رہتی اور یہ بہت عجیب بات ہے۔

قیادت ہی اقوام کی تقدیر ہوا کرتی ہے

کہ ہمیشہ قیادت ہی اقوام کی تقدیر ہوا کرتی ہے۔ میں لندن میں برطانوی پارلیمنٹ ہاؤس کے پاس کھڑا یہ سوچ رہا تھا کہ یہ چھوٹا سا جزیرہ ہے جو برطانیہ کہلاتا ہے۔ چند لاکھ کی آبادی تھی جب انہوں نے روئے زمین پر اقوام کو غلام بنا کر حکومت کی اور یہ پارلیمنٹ ہاؤس ملکوں اور قوموں کی تقدیروں کے

فیصلے کیا کرتا تھا آج مادی ترقی کے اعتبار سے بھی اور دولت کے اعتبار سے بھی یہ لوگ بہت آگے ہیں۔ افراد کی تعداد کئی گنا زیادہ ہو گئی ہے مگر حکومت سمٹ کر پھر صرف جزیرے پہ رہ گئی ہے آخر اس کی کوئی وجہ؟ تو ایک دوست نے میری تشویش سُن کر کہا یہ صرف قیادت کا فرق ہے لوگ وہی ہیں قیادت وہ نہیں اور اس کی بات بالکل درست تھی۔ مَیں برطانوی قیادت کا کبھی مداح نہیں رہا کہ انہوں نے کبھی صحیح کھیل پیش نہیں کیا ہمیشہ عیاری اور ظُلم ہی سے اپنی تاریخ لکھی ہے یہ الگ بحث ہے مگر انہوں نے اقوامِ عالم سے اپنا لوہا تو منوایا اب موجودہ قیادت تو عیاری سے بھی وہ کچھ نہیں کر سکتی۔ یہی حال عرب اقوام کا ہے کہ ہمیشہ یہ دُکھ رہتا تھا افسوس عرب ختم ہو گئے چند لاکھ یہُودی ان کے سینہ پہ مونگ دَل رہے ہیں اور عرب بے بس مگر جہاد افغانستان میں عرب مجاہدین کے کارناموں نے صحابہ کرامؓ کی یاد تازہ کر دی ہے اور بات پھر وہیں پہنچی کہ عرب نہیں بگڑے اُن کی قیادت وہ نہ رہی یہی حال اپنے ملک کا ہے اور تمام طبقوں پہ نظر کر لیں کہ اہل اور نااہل قیادت کا فرق طبقوں کے حالات سے سامنے آجائے گا یہی بات یہاں ارشاد فرمائی کہ نبی کی شان یہ ہے کہ کفر کی سطوت توڑ دے اور ایسے لوگ جن سے اُمیدِ اصلاح نہ رہے اگر ہاتھ آجائیں تو انہیں قتل کر دیا جائے کہ یہ چند افراد کا قتل سینکڑوں اور ہزاروں جانوں کے بچ جانے کا سبب بنے گا ورنہ تو ایسے لوگ پھر جنگ کی آگ بھڑکائیں گے۔ انسانی نگاہ اگرچہ فوری منافع تک ہی پہنچ سکتی ہے مگر اللہ کریم تو ایسی بات پسند فرماتے ہیں جو اُخروی اور دائمی زندگی میں ان کی مخلوق کو نفع دے اس لیے کہ اللہ غالب بھی ہیں اور حکمت والے بھی۔ نیز تم پر غنیمت حلال ہو چکی اور فدیہ لے کر رہا کرنے سے جو مال ہاتھ آیا یہ بھی غنیمت ہی ہے لہٰذا کوئی مواخذہ نہ ہُوا ورنہ تو مال لے کر کافر قیدی کو رہا کرنے پر تم لوگ بہت بڑے عذاب میں گرفتار ہو جاتے۔ دراصل بدر پہلی باقاعدہ جنگ تھی اور اسی معرکے میں آئندہ جنگ اور مابعدِ جنگ کے اصُول بھی مقرر فرمائے گئے اور اسی میں پہلی بار غنیمت بھی حلال ہوئی جب مشرکینِ مکہ کے قیدیوں کے بارے آپؐ نے مشورہ طلب کیا تو حضرت عمرؓ اور حضرت سعد ابنِ معاذؓ نے عرض کیا کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے اور جو آدمی جس مسلمان کا رشتہ دار ہے وہ اُسے قتل کرے دُوسرے تمام صحابہؓ نے عرض کیا کہ ان سے فدیہ لیا جائے اور چھوڑ دیا جائے کہ مسلمانوں کو مالی فائدہ پہنچے گا نیز ممکن ہے یہ بھی اسلام قبول کر لیں۔ اگر دوبارہ شرارت کریں گے تو پھر مقابلہ کریں گے اللہ کی مدد تو ہمارے ساتھ ہے۔ آپؐ نے دوسرا مشورہ قبول فرمایا اور جن کے پاس مال نہ تھا

اُنہیں چند مسلمانوں کو پڑھانے کا کام بطور فدیہ دیا اس پہ یہ احکام نازل ہوئے کہ نبی کو زیب نہیں دیتا کہ فساد اور فتنہ کا بانی اور باعث شخص اس کے قابو آکر بچ جائے بلکہ اسے کچل دینا ہی مناسب ہے مگر چونکہ غنیمت حلال ہو چکی اور چھوڑ دینے میں واقعی وقتی فائدہ بھی تھا اس لیے مشورہ دینے والے بھی بچ گئے ورنہ سخت گرفت میں آچکے ہوتے۔

اب جو مال حاصل کر لیا ہے کھاؤ پیو کہ غنیمت حلال بھی ہے اور طیب بھی اور اللہ سے ڈرتے رہو ہمیشہ اس کی رضا کے طلب گار رہو وہی بخشنے والا ہے اور بہت رحم کرنے والا بھی۔

رکوع نمبر ۱ آیات ۷۰ تا ۷۵ وَاعْلَمُوا ۱۰/۶

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّمَن فِي أَيْدِيكُم مِّنَ الْأَسْرَىٰ إِن يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أُخِذَ مِنكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٧٠﴾

اے پیغمبر جو قیدی تمہارے ہاتھ میں گرفتار ہیں ان سے کہہ دو کہ اگر خدا تمہارے دلوں میں نیکی معلوم کریگا تو جو مال تم سے چھن گیا ہے اس سے بہتر تمہیں عنایت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دیگا۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے ﴿۷۰﴾

وَإِن يُرِيدُوا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللَّهَ مِن قَبْلُ فَأَمْكَنَ مِنْهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٧١﴾

اور اگر یہ لوگ تم سے دغا کرنا چاہیں گے تو یہ پہلے ہی خدا سے دغا کر چکے ہیں تو اس نے ان کو (تمہارے) قبضے میں کر دیا۔ اور خدا دانا حکمت والا ہے ﴿۷۱﴾

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُم مِّن وَلَايَتِهِم مِّن شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا ۚ وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٧٢﴾

جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑے۔ وہ اور جنہوں نے ہجرت کرنے والوں کو جگہ دی اور انکی مدد کی وہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور جو لوگ ایمان تو لے آئے لیکن ہجرت نہیں کی تو جب تک وہ ہجرت نہ کریں تم کو ان کی رفاقت سے کچھ سروکار نہیں۔ اور اگر وہ تم سے دین کے معاملات میں مدد طلب کریں تو تم کو مدد کرنی لازم ہے مگر ان لوگوں کے مقابلے میں کہ تم میں اور انمیں صلح کا عہد ہو امداد نہیں کرنی چاہیے اور خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے ﴿۷۲﴾

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ﴿٧٣﴾

اور جو لوگ کافر ہیں (وہ بھی) ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ تو (مومنو) اگر تم یہ (کام) نہ کرو گے تو ملک میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا فساد مچے گا ﴿۷۳﴾

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۖ لَّهُمْ

جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور خدا کی راہ میں لڑائیاں کرتے رہے۔ اور جنہوں نے ہجرت کرنے والوں کو جگہ دی اور ان کی مدد کی یہی لوگ سچے مسلمان

70. O Prophet! Say unto those captives who are in your hands: If Allah knoweth any good in your hearts He will give you better than that which hath been taken from you, and will forgive you. Lo! Allah is Forgiving, Merciful.

71. And if they would betray thee, they betrayed Allah before, and He gave (thee) power over them. Allah is Knower, Wise.

72. Lo! those who believed and left their homes and strove with their wealth and their lives for the cause of Allah, and those who took them in and helped them; these are protecting friends one of another. And those who believed but did not leave their homes, ye have no duty to protect them till they leave their homes; but if they seek help from you in the matter of religion then it is your duty to help (them) except against a folk between whom and you there is a treaty. Allah is Seer of what ye do.

73. And those who disbelieve are protectors one of another —If ye do not so, there will be confusion in the land, and great corruption.

74. Those who believed and left their homes and strove for the cause of Allah, and those who took them in and helped them—these are the believers in truth. For them is pardon,

and a bountiful provision.

75. And those who afterwards believed and left their homes and strove along with you, they are of you; and those who are akin are nearer one to another in the ordinance of Allah. Lo! Allah is Knower of all things.

مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٧٤﴾

ہیں ان کیلئے خدا کے ہاں بخشش اور عزت کی روزی ہے ﴿٧٤﴾

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ

اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کرتے رہے وہ بھی تم ہی میں سے ہیں اور رشتہ دار خدا کے حکم کی رُو سے ایک دوسرے کے زیادہ

فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٧٥﴾

حق دار ہیں کچھ شک نہیں کہ خدا ہر چیز سے واقف ہے ﴿٧٥﴾

اسرار و معارف

رب جلیل نے ان قیدیوں کو فراموش نہیں کر دیا۔ بلکہ انہیں بھی تسلی دی اور فرمایا اے حبیبؐ ان قیدیوں سے کہیئے دل برداشتہ نہ ہوں کہ شکست اور قید کی ذلت کے بعد اب مال دے کر جان چھڑائی بلکہ ان سے کہیئے درِ توبہ وا ہے اگر خلوص دل سے آج بھی ایمان لے آؤ تو اللہ تمہیں دُنیا میں بھی اس سے بہت زیادہ مال عطا فرمائیں گے۔ جو جنگ اور فدیہ میں تم کھو چکے ہو اور تمہاری ساری خطائیں بھی معاف فرما دیں گے۔ مگر بات دل کی حالت کی ہے۔ اگر قلب میں خیر بھلائی یعنی نورِ ایمان اور اللہ کی رحمت آجائے تو یہ سب کچھ آج بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ بہت بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

ہاں اگر جھوٹ موٹ ایمان لا کر آپؐ سے دھوکا کرنا چاہیں تو یہ اللہ کے ساتھ خیانت ہوگی۔ اور یہ جرم کرکے پہلے بھی نتیجہ دیکھ ہی چکے ہیں پھر کریں گے تو پھر بدلہ پائیں گے اس لیے اللہ کریم تو سب کچھ جانتے ہیں۔ اور وہ حکمت والے ہیں۔

مُہاجر و انصار کا درجہ

اور وہ لوگ جو ایمان لائے پھر اس کے لیے گھر بار بھی تج دیا مہاجر ہو گئے مگر ایمان قائم رکھا اور وہ لوگ جنہوں نے ان کو جگہ دی یعنی انصار اور ان کی مدد کی ایسے لوگ آپس میں حقیقی دوست ہیں اور ایسے ہی لوگوں کے درمیان قلبی تعلق زیب بھی دیتا ہے جو لوگ ایمان تو لائے مگر ہجرت نہ کی ان سے دوستی ہرگز نہ کریں جب تک وہ ہجرت نہ کر گذریں۔ ہجرت دو طرح سے ہے اوّل ترکِ سکونت جو فتح مکہ کے ساتھ عملاً ختم ہو گئی مگر کسی بھی زمانے میں ویسے ہی حالات پیدا ہو جائیں تو وہاں سے

ہجرت فرض ہو جائے گی اور دوسرے معنوی ہجرت کہ اپنے اعمال میں مثبت تبدیلی کرے اور نافرمانی کو چھوڑ کر اطاعت شعاری اختیار کرے تو جو ترکِ سکونت کرنے والے کو جگہ دیتے ہیں اور اُس کی مدد کرتے ہیں یا ترک حالات کرنے والے سے تعاون کرتے ہیں۔ ایسے لوگ آپس میں دلی اُلفت اور محبت کے مستحق ہیں جس کی بہترین مثال صحابہ کرامؓ مہاجرین و انصار ہیں۔ یوں علماء نے ولایت سے مراد وراثت بھی لی ہے کہ شروع میں مہاجرین و انصار میں وراثت تھی پھر منسوخ ہو گئی مگر یہ تو دائمی اصول بیان ہو رہا ہے اور وراثت کو آخری آیات میں ارشاد بھی فرما دیا گیا لہٰذا بہترین معنیٰ قلبی تعلق ہی ہے کہ مومنِ باعمل کی دلی اُلفت بھی باعمل مومن سے ہی زیب دیتی ہے اور جو دعوے ایمان کے ساتھ عمل میں کھوٹے ہوں وہ دوستی کے قابل نہیں۔ ہاں یہ حق انہیں حاصل ہے کہ اگر وہ اس دائرہ سے نکلنے کے لیے مدد چاہیں تو ان کی مدد ضرور کی جائے یا ترک سکونت نہ کرنے والے مسلمان بھی اگر کفار کے مقابلہ میں مسلمانوں سے مدد طلب کریں تو انہیں دی جائے۔ سوائے ایسی صورت کے کہ کسی کافر قوم سے بھی جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ہو چکا ہو وہ عہد نہیں توڑا جائے گا۔ اور اگر مراد وراثت مالی ہو تو پھر معنیٰ یہ ہو گا کہ جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور جن لوگوں نے انہیں جگہ دی یعنی انصار ایک دوسرے کے وارث بھی ہوں گے اور جنہوں نے ہجرت نہیں کی مگر مومن ہونے کا دعوے ہے ان سے مہاجرین کی وراثت دُرست نہ ہو گی۔ جب تک وہ ہجرت نہیں۔ ہاں کفار کے خلاف مدد طلب کریں تو ضرور کی جائے گی۔ مگر کسی ایسے فریق سے جو اگرچہ کافر بھی ہو اگر عہد ہو چکا ہو تو بدعہدی نہ کی جائے گی۔ کہ اللہ کریم سب اعمال کو دیکھ رہا ہے اور جو لوگ کافر ہیں وہ باہم ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ یعنی کفار میں ان کا اپنا قانون وراثت جاری کیا جائے گا یا کفار ہی کو کفار کی دوستی مبارک ہو اگر ایسا نہ کیا گیا تو روئے زمین پر بہت بڑا فتنہ پیدا ہو جائے گا۔ حق و باطل کی تمیز اٹھ جائے گی جو روئے زمین کو تباہی میں دھکیل دے گی جیسا کہ آج کا مشاہدہ ہے کہ بھلے بُرے کی تمیز کے بغیر آدمی کو معاون مل جاتے ہیں اور جو وہ چاہتا ہے کرتا ہے۔ برائی پر بھی کسی کی خفگی یا علیحدگی کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا فساد پھیلتا اور بڑھتا رہتا ہے

پھر بطور مثال فرمایا کہ جن لوگوں نے مکہ مکرمہ میں ایمان قبول کیا پھر ہجرت کی اور ہجرت کر کے بھی بیٹھ نہیں رہے اللہ کی راہ میں ہر طرح سے جہاد کیا یعنی مہاجرین اور انصار جن لوگوں نے انہیں ٹھکانہ دیا اور ان کی پوری پوری مدد کی یہ لوگ حقیقی مسلمان اور مثالی مومن ہیں ان سے بہتر بھی ہو تو اللہ کی مغفرت ان کے لیے بس ہے اور ان ہی لوگوں

کے لیے بہترین انعامات دُنیا و آخرت میں ہیں لہٰذا دُنیا میں جو عزّت و شوکت ان کو ملی وہ تاریخ انسانی میں نظیر نہیں رکھتی اور یہ ابدی قانون بھی ارشاد ہُوا کہ قیامت تک جو ان کی طرح قربانیاں دے گا اس پہ ویسے ہی انعامات بھی ہوں گے یہ تو اوّلین تھے۔ ان کے بعد جو ایمان لائے یعنی ہجرت نبوی کے بعد اور پھر ہجرت اختیار کی اگرچہ پہلوں کے درجہ کو نہ پہنچیں مگر ان ہی کے شمار میں تو ہیں اور ان ہی میں سے ہیں۔ رہی وراثت تو اس کے لیے مومن کا صرف مومن ہونا ہی نہیں بلکہ نسبی رشتہ دار ہونا ضروری ہے کہ اللہ کے قانون کے مطابق رشتہ دار ہی ایک دُوسرے کی مالی وراثت کے مستحق ہوتے ہیں اور اللہ ہر چیز کو جانتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ سورۃ الانفال پر تیسری جلد تمام ہوئی اللہ کریم اسے ہمارے لیے نافع اور زادِ آخرت بنائے۔ آمین

۲۰ رمضان المبارک ۱۴۰۹ ہجری

۲۷ اپریل ۱۹۸۹ء